خاندانِ رَسولِ مقبول

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

تحقیق

سیدہ یاسمین زیدی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ اردو بازار لاہور

قیمت -/18 روپے

1Z229 کمپیوٹر کوڈ

يَا أَہلَ بَيتِ رَسُولِ اللّٰهِ حُبّكُمُ
فَرضٌ مِنَ اللّٰهِ فِی القُرآنِ أَنزَلَهُ
يَكفِيكُمُ مِن عَظِيمِ القَدرِ أَنّكُمُ
مَن لَّم يُصَلِّ عَلَيكُم لَا صَلٰوةَ لَهُ

(امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ)

اے رسولِ کریم (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کے گھر والو! اللہ تعالیٰ نے اپنی نازل کی ہوئی کتاب قرآن میں تمہاری محبت (ہم پر) فرض قرار دی ہے۔

(اے اہلِ بیتِ رسول) تمہاری قدر و شان کی عظمت کے لیے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ بھیجے اُس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

☆ ☆ ☆

صَلِّ الٰہی عَلَی النَّبِیِّ وَ آلِہٖ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (القرآن)

كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِيْ وَنَسَبِيْ وَصِهْرِيْ (الحدیث)

خاندانِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ذاتی نام مبارک	(۱) محمد (۲) احمد (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم)
☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی ولادت گاہ	مکہ مکرمہ
☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی تاریخ و یوم ولادت	۱۲ (بارہ) ربیع الاول ۵۳ ق۔ھ (قبل ہجرت)، پیر
☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی تاریخ و یوم وفات	۲ (دو) ربیع الاول ۱۱ ہجری۔ پیر
☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا مقامِ وفات	مدینہ منورہ

☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ظاہری عمر مبارک	۶۳ برس
☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے والدِ گرامی کا نام مبارک	حضرت عبداللہ بن حضرت عبدالمطلب بن حضرت ہاشم (رضی اللہ عنھم)
☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی والدہ محترمہ کا نام مبارک	حضرت سیّدہ آمنہ (لقب طاہرہ) بنتِ وَہب بن عبدِ مناف (رضی اللہ عنھا)
☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دادا جان کا نام مبارک	حضرت عبدالمطلب (شَیبَۃُ الحَمد) بن حضرت ہاشم بن عبدِ مناف (رضی اللہ عنھم)
☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دادی جان کا نام مبارک	حضرت فاطمہ بنتِ ابی وَہب عَمرو بن عائذ بن عمران مخزومی
☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پَردادی کا نام مبارک	حضرت سلمیٰ بنتِ عَمرو (خزرجی)

☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نانی جان کا نام مبارک	حضرت مرّہ بنتِ عبدُالعزّیٰ بِن عبد الدّار
☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پَرنانی کا نام مبارک	حضرت اُمِّ حبیب بنتِ اسد
☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نانا جان کا نام مبارک	حضرت وَہب بِن عبدِ مناف
☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پھوپھیوں کے نام مبارک	اُمِّ حکیم البَیضاء، برّہ، عاتِکہ، صَفیّہ، اُروٰی، اُمَیمہ
☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچوں کے نام	حارِث، زُبیر، ابوطالب (عبدمناف)، حضرت حمزہ، ابولہب (عبدالعزیٰ)، غیداق (نَوفَل)، مقوم، صفار ضرار، حضرت عباس، قثم، حجل (مغیرہ)
☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رضاعی (دودھ پلانے والی) ماؤں کے نام مبارک	حضرت حلیمہ سعدیہ بنتِ ابو ذوَیب عبداللہ بِن حارِث، حضرت ثُوَیبَہ جاریہ ابُولَہب بن عبدالمطّلب (بعض نے سعدیہ اور عاتِکہ نام کی خواتین کا ذکر بھی رضاعی ماؤں میں کیا ہے)

☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دودھ شریک بھائی بہنوں کے نام

حمزہ بن عبدالمطلب، ابو سلمہ بن عبدالاسد، ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب، عبداللہ بن حارث، شیماء بنت حارث، اُنیسہ بنت حارث، جذامہ بنت حارث، مسروح بن ثُوَیبَہ

☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا زاد بھائی جن کے بارے میں کہا گیا کہ وہ مسلمان ہوئے

حضرت جعفر بن ابوطالب، حضرت علی بن ابوطالب، حضرت عقیل بن ابوطالب، حضرت نوفل بن حارث، حضرت ابوسُفیان بن حارث، حضرت عبداللہ بن حارث، حضرت ربیعہ بن حارث، حضرت عُتبہ بن ابولہب، حضرت معتب بن ابولہب، حضرت عبداللہ بن عبّاس، حضرت فضل بن عباس، حضرت قثم بن عباس، حضرت عبدالرحمٰن بن عباس، حضرت معبد بن عباس (رضی اللہ عنہم)

☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چچازاد بہنیں جن کے بارے میں کہا گیا کہ وہ مسلمان ہوئیں

حضرت امِّ ہانی فاختہ بنتِ ابوطالب، حضرت جمانہ بنت ابو طالب، حضرت آمنہ یا اُمَیمہ بنتِ عباس، حضرت صفیّہ بنت عباس، حضرت دُرّہ یا سَبِیعَہ بنتِ ابولہب، حضرت اُمامہ بنت حمزہ (رضی اللہ عنہن)

☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات

حضرت خدیجہ بنت خویلد، حضرت سَودہ بنت زمعہ، حضرت عائشہ صِدّیقہ بنتِ ابوبکر الصدّیق، حضرت حفصہ بنت عمر الفاروق، حضرت اُمِ سَلمہ بنتِ ابی

(بیویوں) کے نام مبارک

اُمیّہ، حضرت اُمِّ حبیبہ بنت ابی سفیان، حضرت زینب بنت جَحش، حضرت زینب (اُمّ المساکین) بنت خُزیمہ، حضرت جُوَیریہ بنت حارث، حضرت صفیہؓ بنت حُیَی، حضرت رَیحانہؓ بنت زید، حضرت میمونہ بنتِ حارِث، اور حضرت مارِیہؓ قِبطیہ بنتِ شمعون (مولاۃ) (رضی اللہ عنھن)

☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اولاد کے نام مبارک

(فرزندان) حضرت سیدنا قاسم، حضرت سیدنا عبداللہ (لقب طیّب و طاہر)، حضرت سیدنا ابراہیم (رضی اللہ عنھم)

(دختران) حضرت سیدہ زینب، حضرت سیدہ رُقیہ، حضرت سیدہ اُمِّ کلثوم، حضرت سیدہ فاطمہ (رضی اللہ عنھن)

(رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چھ اولادیں حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنھا سے تھیں اور ایک فرزند حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ حضرت مارِیہؓ قِبطیہ رضی اللہ عنھا سے تھے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تینوں فرزند بہت چھوٹی عمر میں اس دنیا سے رحلت کر گئے تھے اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اولاد مبارک میں سے صرف حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنھا کی وفات رسولِ پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چھ ماہ بعد ہوئی۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی باقی اولاد مبارک رسولِ پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ظاہری حیات ہی میں وفات پا گئی تھی)

☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نَواسوں کے نام مبارک

حضرت علی بن ابو العاص، حضرت عبداللہ بن عثمانؓ، حضرت سیدنا حَسن بن علی، حضرت سیدنا حُسین بن علی، حضرت سیدنا مُحسّن بن علی (رضی اللہ عنھم)

☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نواسیوں کے نام مبارک | حضرت اُمامہ بنتِ ابوالعاص، حضرت سیدہ زینب بنتِ علی، حضرت سیدہ امِ کلثوم بنتِ علی (رضی اللہ عنھن)

☆ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دامادوں کے نام مبارک | حضرت ابوالعاص بن ربیع، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابو طالب (رضی اللہ عنہم)

(حضرت ابوالعاص بن ربیع حضرت ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کی بہن ہالہ کے بیٹے تھے۔ حضرت عثمان بن عفان حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پھوپھی اُمِ حکیم اَلبیضاء کی بیٹی (یعنی پھوپھی زاد بہن) کے بیٹے تھے۔ حضرت علی بن ابو طالب حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے، ان کی والدہ کا نام حضرت فاطمہ بنتِ اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھا)۔ (رضی اللہ عنہم)

○ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے داماد حضرت سیدنا علی کرّم اللہ وجہہ کی نو یا دس شادیاں ہوئیں یعنی حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنھا کے بعد انہوں نے آٹھ یا نو شادیاں اور کی تھیں۔ ان کی ازواج کے نام یہ بتائے جاتے ہیں :

خَولہ بنت جعفر حنفیہ، امّ البنین بنتِ حَزام، اِمِّ حبیب الصّہباء بنتِ ربیعہ، لیلیٰ بنتِ مسعود دارمیہ، اسماء بنتِ عُمَیس خثعمیہ، اِمِّ سعید بنت عُروہ، اُمامہ بنت ابی العاص، حجاء (یا جماء) بنتِ امرؤ القیس۔ (رضی اللہ عنھن)

ان تمام اَزواج سے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کی اولادیں ہوئیں جن کی تعداد بہ اختلافِ روایات ۱۷ فرزند اور ۱۸ دختران بتائی جاتی ہے لیکن صرف حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنھا کے بَطنِ اَقدس سے پیدا ہونے والے فرزند سیدنا امام حَسن اور سیدنا امام حُسین رضی اللہ عنھما ہی کی اولاد ُسادات اور اولادِ رسول شمار ہوتی ہے۔

حضرت سیدہ فاطمہ زَہرا رضی اللہ عنہا کے سوا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دیگر شہزادیوں کی اولاد کا سلسلہ نہیں چلا۔

○ حضرت امام حَسن رضی اللہ عنہ کی تمام اَزواج کے نام کتابوں میں درج نہیں، صرف تین کے صحیح نام معلوم ہو سکے ہیں:(۱) اُمِّ بشیر بنتِ ابی مسعود انصاری (۲) خولہ بنت منصور (۳) جَعدَہ بنتِ اَشعَث (اس تیسری بیوی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اسی نے یزید بن امیر مُعاوِیَہ کے کہنے سے حضرت امام حَسن کو زہر دیا تھا)۔

○ حضرت سیدنا امام حَسن رضی اللہ عنہ کی اولادوں کے نام یہ بتائے جاتے ہیں : (فرزندان) الحسن (مُثَنّٰی)، زید، عمر، القاسم، ابوبکر، عبدالرحمن، طلحہ، عبیداللہ، عبداللہ، ابراہیم، محمد، حسین (رضی اللہ عنہم) ان میں سے حسن مثنٰی اور زید سے حَسنی سادات کا سلسلہ چلا۔
(دختران) فاطمہ، رُقیہ، تُماضُر (رضی اللہ عنہن)

○ حضرت سیدنا زید بن امام حسن کے ایک بیٹے ہی مشہور ہیں، ان کا نام حسن تھا اور کنیت ابو محمد تھی۔ (رضی اللہ عنہم)

○ حضرت حسن بن زید بن حسن بن علی کے سات بیٹے اور ایک بیٹی تھی، ان سب میں صرف ایک فرزند مشہور ہیں، ان کا نام زید بن حسن بن زید بن حسن بن علی تھا اور بیٹی کا نام نغیسہ یا نفیسہ بتایا جاتا ہے۔ (رضی اللہ عنہم)

○ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت سیدنا الحسن مثنٰی حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی بڑی دختر حضرت سیدہ فاطمہ صُغرا سے بیاہے گئے تھے ۔ حضرت فاطمہ صغرا کا دوسرا نکاح عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان یعنی حضرت عثمانِ غنی کے پوتے سے ہوا تھا۔

○ حضرت سیدنا حَسن مثنٰی بن حسن علی کے پانچ فرزند تھے، ان کے نام یہ ہیں : حسن (مثلث)، عبداللہ (المحض)، ابراہیم، جعفر، داوٗد (رضی اللہ عنہم)

○ حضرت سیدنا عبداللہ (المحض) بن حسن مثنٰی کے چھ فرزند تھے، ان کے نام یہ ہیں : محمد (نفسِ زکیہ)، ابراہیم، موسیٰ، سلیمان، ادریس، یحییٰ (رضی اللہ عنہم)

○ حضرت محمد (نفسِ زکیہ) کی اولاد میں حضرت عبداللہ الاَشتَر مشہور ہیں (جو حضرت عبداللہ شاہ غازی کے نام سے کلفٹن، کراچی (پاکستان) میں مدفون بتائے جاتے ہیں۔)

○ حضرت سیدنا عبداللہ (المحض) بن حضرت حسن مثنٰی کے فرزند حضرت موسیٰ ہی کی اولاد میں حضرت محبوبِ سبحانی غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ہوئے ہیں۔ (رضی اللہ عنھم)

○ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت رَباب بنتِ امرؤا لقیس بن عدی بن اوس سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ہوئی۔ ایران کی فتح کے بعد شاہ ایران یَزد جُرد کی بیٹی (سلافہ) شہربانو بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دی، حضرت شہربانو کے بطَن ہی سے حضرت امام زَینُ العابدین علی اَوسط اَلسجاد رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کے تین فرزند تھے، تینوں کا نام "علی" تھا۔ پہچان کے لئے بڑے فرزند کو علی اکبر، منجھلے کو علی اَوسط اور چھوٹے کو علی اَصغر (رضی اللہ عنھم) کہا جاتا تھا۔ سیدہ رَباب کے بطن سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی لاڈلی بیٹی سیدہ سُکَینَہ پیدا ہوئی تھیں۔ حضرت سُکَینَہ رضی اللہ عنہا کے چار نکاح بتائے جاتے ہیں۔ پہلا نکاح ابوبکر عبداللہ بن حسن سے، دوسرا نکاح مُصعَب بن زُبیر سے، تیسرا عبداللہ بن عَمرو یا عثمان حزامی سے اور چوتھا نکاح زید بن عَمرو بن عثمان بن عفان (رضی اللہ عنھم) سے ہوا۔

○ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حضرت فاطمہ زَہرا رضی اللہ عنھا سے دو بیٹیاں ہوئیں : حضرت سیدہ زَینب، حضرت سیدہ اُمِّ کلثوم (رضی اللہ عنھما)۔ (بعض تذکروں میں ہے کہ تین بیٹیاں تھیں اور تیسری بیٹی کا نام حضرت سیدہ رُقیہ رضی اللہ عنھا تھا۔ وہ چھوٹی عمر ہی میں وفات پا گئی تھیں)

○ حضرت سیدہ زینب بنتِ علی رضی اللہ عنھما کا پہلا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابو طالب سے ہوا۔ ان کی اولاد کے نام یہ ہیں : علی، عَون، اکبر، عباس، ام کلثوم، جعفر، محمد (رضی اللہ عنھم)۔ (ان میں سے علی بن عبداللہ کی اولاد کا سلسلہ چلا جو خود کو زَینَبی کہلاتے ہیں)

○ حضرت سیدہ اُمِّ کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کا پہلا نکاح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا، ان کی دو اولادیں ہوئیں۔ زید بن عمر، رُقیّہ بنت عمر۔ حضرت اُمِّ کلثوم کا دوسرا نکاح عَون بن جعفر بن ابی طالب سے اور تیسرا نکاح محمد بن جعفر سے ہوا۔ (رضی اللہ عنہم)

○ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے فرزندان میں سے حضرت علی اوسط (سیدنا امام زین العابدین) رضی اللہ عنہ ہی واقعہ کربلا میں باقی رہے تھے، انہی سے حسینی سادات کا سلسلہ چلا۔ حضرت سیدنا امام زَینُ العابِدین کی ازواج اور کنیزوں کی تعداد سات (۷) بتائی جاتی ہے، پہلی بیوی حضرت سیدہ فاطمہ بنتِ سیدنا امام حَسن رضی اللہ عنہما تھیں۔ اور اولادوں کے نام یہ بتائے جاتے ہیں : (فرزندان) محمد الباقِر، عبداللہ الباہِر، حسن، حسین، زید، عُمر الاَشرف، حسین الاَصغر، عبدالرحمن، سلیمان، علی الاَصغر، محمد الاَصغر، (دختران) خدیجہ، فاطمہ، علیّہ (یا مُلیکہ)، اُمِّ کلثوم (رضی اللہ عنہم) (یعنی گیارہ فرزند اور چار دختران)۔ ان کی چھ اولادوں کا سلسلہ آگے چلا، ان کے نام یہ ہیں : محمد الباقِر، عبداللہ الباہِر، زید الشہید، عمر الاشرف، حسین الاَصغر، علی الاَصغر (رضی اللہ عنہم) (حضرت امام زَید الشہید کی اولاد زَیدی کہلاتی ہے)

○ حضرت سیدنا امام محمد الباقِر رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی، ان کے نام یہ ہیں : جعفر، عبداللہ، ابراہیم، اور بیٹی ام سَلمہ (بعض نے زَینب نام کی ایک اور بیٹی کا ذکر بھی کیا ہے) حضرت امام باقِر رضی اللہ عنہ کی بیویوں کے نام یہ ہیں : اُمِّ فروَہ بنتِ قاسم بن محمد بن ابوبکر اور اُمِّ حکیم بنت اسد بن مُغیرہ۔ (رضی اللہ عنہم)

○ حضرت سیدنا امام جعفر الصادق کی اہلیہ کا نام حضرت فاطمہ تھا۔ ان کی اولاد میں چھ بیٹے اور ایک بیٹی تھی، ان کے نام یہ ہیں : اسمٰعیل، عبداللہ، اسحٰق، محمد، علی العُرَیض، موسیٰ الکاظِم اور بیٹی ام فروَہ (رضی اللہ عنہم)

○ حضرت سیدنا امام موسیٰ الکاظِم کی اہلیہ کا نام حمیدہ بربریہ (اندلسیہ) تھا۔ ان کی اولاد میں بیس فرزندان اور اٹھارہ دُختران بتائی جاتی ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں: (فرزندان) علی رضا، زید، عقیل، ہارون، حسن، حُسین، عبیداللہ، عبدالرحمٰن، اسمٰعیل، اسحٰق، یحییٰ، احمد، ابوبکر، عمر، جعفرِ اکبر، جعفرِ اصغر، حمزہ، قاسم، عباس، عبداللہ (رضی اللہ عنہم)۔ (دختران) خدیجہ، حَنیبہ، اسماء

کبرا، اسماء صغرا، فاطمہ کبرا، فاطمہ صغرا، زینب کبرا، زینبِ صغرا، اِم کلثوم کُبرا، ام کلثوم صُغرا، ام فروَہ، اِم عبداللہ، امّ القاسم، آمنہ، حکیمہ، محمودہ، اُمامہ، مَیمونہ (رضی اللہ عنھن)

○ حضرت سیدنا امام علی الرضا کی والدہ کا نام خیزران یا اروی تھا، سَبِیکہ یا دُرّہ بھی بتایا جاتا ہے۔ حضرت علی بن موسیٰ الرضا کے پانچ فرزند اور ایک دختر تھی، ان کے نام یہ ہیں : محمد تقی، حسن، حسین، جعفر، ابراہیم اور بیٹی عائشہ (رضی اللہ عنھم)

○ حضرت سیدنا امام محمد الجواد بن علی التقی کی والدہ کا نام سکینہ مریسیہ یا رَیحانہ بتایا جاتا ہے۔ حضرت امام محمد تقی کے دو فرزند اور دو دختران تھیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ (فرزندان) علی، موسیٰ (دختران) فاطمہ، امامہ۔ (رضی اللہ عنھم)

○ حضرت سیدنا امام علی بن محمد النقی الھادی کی والدہ کا نام شمامہ یا سمانہ بتایا جاتا ہے۔ حضرت امام علی نقی کے تین فرزند اور ایک دختر تھی، ان کے نام یہ ہیں : حسن، حسین، جعفر یا محمد اور بیٹی عائشہ (رضی اللہ عنھم)

○ حضرت امام حسن (الخالص) بن علی العسکری کی والدہ کا نام سوسن یا حُدَیث بتایا جاتا ہے۔ ان امام کے ایک ہی بیٹے محمد کا نام تذکروں میں ہے جو چھوٹی عمر میں وفات پا گئے تھے (رضی اللہ عنھم)

اہلِ بیتِ رسول کے مشہور اماموں کے نام مبارک

(۱) امیرالمومنین خلیفہ رابع سیدنا علی بن ابی طالب (۲) سیدنا امام حَسن بن علی (۳) سیدنا امام حُسین بن علی (۴) سیدنا امام علی بن حسین زَین العابدین (۵) سیدنا امام محمد بن علی الباقر (۶) سیدنا امام جعفر بن محمد الصادق (۷) سیدنا امام موسیٰ بن جعفر الکاظم (۸) سیدنا امام علی بن موسیٰ الرضا (۹) سیدنا امام محمد بن علی التقی (۱۰) سیدنا امام علی بن محمد النقی (۱۱) سیدنا امام حَسن بن علی العسکری (رضی اللہ عنھم اجمعین)

صَلَواتُ اللّٰہِ تَعَالٰی وسَلَامُہٗ علیٰ رَسُولِہٖ وَعلیٰ آلِہٖ وَاَھلِ بَیتِہٖ وَعِترَتِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجمَعِین۔

آل النبیِ ذَرِیعَتِی وَھُم اِلَیہِ وَسِیلَتِی
اَرجُوا بِہِم اعطیٰ غَداً بِیَدِی الیَمِینِ صَحِیفَتِی

(امام شافعی)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اہلِ بیتِ رسول کی بعض رشتہ داریاں

○ امیرالمومنین خلیفہ رسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم بن محمد بن ابوبکر کی بیٹی اُمّ فَروَہ حضرت امام جعفر صادق کی والدہ اور حضرت امام محمد الباقرؒ کی بیوی تھیں۔ اور ام فروہ کی والدہ اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر (یعنی حضرت ابوبکر صدیق کی پوتی) تھیں، یوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نانا اور دادا ہوتے تھے۔

○ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے) قاسم بن محمد اور (سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے فرزند) سیدنا امام علی زین العابدین آپس میں خالہ زاد بھائی تھے۔ (ایران کے شاہ یَزد جرد کی تین بیٹیاں ایران فتح ہونے کے بعد امیرالمومنین خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجی گئی تھیں ان میں سے شہربانو حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ اور شاہ ایران کی دوسری لڑکی حضرت محمد بن ابوبکر کو اور تیسری حضرت عبداللہ بن عمر کو دی گئی تھی)۔

○ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابوبکر تھیں، یوں امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پوتے داماد ہوئے۔ (بعض کتابوں میں امام حُسین کی بجائے امام حَسن کا نام ہے)

○ حضرت سیدہ زینب بنتِ علی (زوجہ عبداللہ بن جعفر طیار) رضی اللہ عنھم کی بیٹی اُمِّ کلثوم کا نکاح اَبان بن عُثمان بن عفّان سے ہوا۔

○ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی لیلیٰ بنتِ مرّہ کی، والدہ میمونہ بنت ابی سفیان تھیں اور یہ میمونہ حضرت امیر معاویہ کی سگی بہن تھی اور حضرت لیلیٰ حضرت سیدنا علی

اکبر بن حسین کی والدہ تھیں، یوں امیر معاویہ کی سگی بھانجی حضرت علی اکبر کی ماں ہوئی۔

○ حضرت امیر معاویہؓ کے بھتیجے ابوالقاسم کی شادی حضرت جعفر طیار کی سگی پوتی رملہ بنت محمد سے ہوئی۔ حضرت علی کے پوتے زید بن حسن کی بیٹی نفیسہ کا نکاح ولید بن عبدالملک بن مَروان (امیر معاویہ کے بھتیجے) سے ہوا۔

○ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی بیوی حضرت اَسماء بنتِ عُمَیس سے نکاح کیا اور پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت فاطمہ زَہرا رضی اللہ عنہا کی بیٹی حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوا۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سواریاں اور کچھ سامان

(رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جو اشیاء ہدیہ کی جاتی تھیں اور جنہیں وہ اپنے استعمال میں لاتے تھے ان کے نام رکھ دیا کرتے تھے، تذکروں کے مطابق وہ نام درج کیے جا رہے ہیں)

☆ عمامہ مبارک کا نام	سحاب
☆ چادر مبارک کا نام	فتح
☆ خیمہ مبارک کا نام	رَکِیْ
☆ آئینہ مبارک کا نام	مُدِلّہ
☆ مقراض (قینچی) مبارک کا نام	جامع
☆ جوتی مبارک کا نام	صفراء
☆ سونٹا (لاٹھی) مبارک کا نام	مَمشُوق
☆ خم دار لاٹھی مبارک کا نام	عُرجون

☆ پیالے مبارک کا نام	رَیّان، مضبب
☆ پتھر کی لگن مبارک کا نام	مخضَب
☆ آب خورہ مبارک کا نام	صادِر
☆ بکری کا نام	غوشہ یا غیشہ، یُمن

سواریاں

☆ گھوڑے	سَکب، مُرتجز، لِزاز، ظَرب، وَرد، لُحَیف، یعسُوب، ذُوا لعِقال، شحاء
☆ خچر	شہباء (دُلدُل)، ایلیہ
☆ درازگوش	یَعفُور یا عُفیر
☆ اونٹنی	قصویٰ (اسے عضباء اور جدعاء بھی کہا گیا)

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ہتھیار

☆ تلواریں	قُلَعیا، بتّار، حَتف، مخزم یا مِخذَم، رشوب یا رَسُوب، غصب یا قضیب، ذُوالفِقار
☆ نیزے	مثوی، مثنی
☆ حربے	عَنزہ، بیضاء
☆ زِرہیں	سغدیہ، ذات الفضول، ذات الوشاح، خِرنِق، بترا، ذات الحواش
☆ تیر	موتَصِلہ
☆ ترکش	کافور
☆ خود	ذوالسبوغ

☆ کمانیں — روحاء، بیضاء، صفراء، کتوم

☆ ڈھالیں — زلوق، فتق

☆ جھنڈے — العقاب، قصعۃ الغرا، لواء الحمد

توجہ : (کسی مستند کتاب سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ماموں ممانی (بنی عدی بن نجار) یا خالہ خالو کا کوئی صحیح نام نہیں معلوم ہو سکا۔ یہ کوشش کی گئی ہے کہ خاندانِ رسالت کی ان تمام ہستیوں کے نام صحیح لکھے جائیں، اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر کی طالبہ ہوں۔ امید کرتی ہوں کہ قارئین میری اِس کاوش کو پسند فرمائیں گے اور میرے لیے دُعائے خیر فرمائیں گے۔)

الٰہی بحقِ بنی فاطمہ — کہ بر قولِ ایماں کُنی خاتمہ

اگر دعوتم رد کُنی ور قبول — مَن و دست و دامانِ آلِ رسول

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

(شیخ سعدی)

کتابیات : سیرت ابنِ ہشام، طبقات ابنِ سعد، طبری، الاصابہ، اُسد الغابہ، الروض الانف، سُبل الھُدیٰ وَالرشاد، مواہبِ لدُنیہ، جامع صغیر، المعارف، نورُالابصار، تاریخ ابنِ عساکر، تاریخ الخلفاء، تاریخ ابی حاتم، سیرت حلبیہ، مروج الذہب، التنبیہ والاشراف، مدارجُ النبوت، زُرقانی علی المواہب، الانساب، عمدۃُ الطالب، الصواعقُ المُحرقہ، حلیۃُ الاولیاء، ناسخُ التواریخ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، سِیَرُ الصحابہ، سعدُ الاخبار، جمہرۃ النسب، سعادتُ الکونین، اَسعافُ الراغبین، منتہیَ الامال، اصولِ کافی، احقاقُ الحق ریاضُ القدس، تذکرۃُ الخواص، وغیرہ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اِیں خانہ ہمہ آفتاب است

علامہ السید ابی بکر ابن شہاب الدّین عَلوی حُسینی رَحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مشہور تالیف "رَشفَۃُ الصَّادِی مِن بَحرِ فَضَائِلِ بَنِی النَّبیِّ الہادی" (مطبوعہ قاہرہ، ۱۳۰۳ھ) میں ان آیاتِ قرآنی واَحادیثِ نبوی اور اَقوال و اَحوال کو جمع کیا ہے جو اہلِ بَیتِ رسُول کے فضائل و مناقب، ان کی عظمتِ مَرتَبت، اُن کی محبت و نسبت اور ان کے بارے میں اَحکام وہدایات پر مشتمل ہیں۔ رشفۃ الصادی کے علاوہ، علامہ الشیخ مُومن بن حَسن مومن الشبلنجی کی مشہور تالیف "نُورالابصار" (مطبوعہ مصر ۱۳۶۷ھ) اور دیگر کتب سے چند احادیث اور واقعات و احوال یہاں درج کیے جا رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ایک دن کی محبت (کا ثواب) ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور ان (اہلِ بَیتِ رسول) پر جان دینے والا جنت میں جائے گا۔

حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت مُعاوِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری محبت اور میرے اہلِ بیت کی محبت، سات اَہم مَواقع میں جو غم کے ہیں، نافِع ہوتی ہے، وہ مواقع وَفات، قبر، نشر، کتاب، حساب، میزان اور پُل صِراط (سے گزرنے) کے ہیں۔

حضرت جَریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت میں وفات پائی اُس نے شہادت کی موت پائی۔ جان لو کہ جو آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت میں مرتا ہے اُس کے لیے مغفرت ہے۔ سُن لو کہ جو آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت میں مَرا، وہ تائب ہو کر مَرا۔ خبردار کہ جو آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت میں فوت ہو وہ ایسا مومن مَرا جس کا ایمان کامل ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جو آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم) کی محبت میں مَرا اُسے پہلے مَلکُ الموت پھر مُنکَر نکیر (فرشتے) جنت کی بشارت دیتے ہیں۔ جان لو کہ جو شخص آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت میں فوت ہوا، جنت کو اِس طرح سجا کر لے جایا جاتا ہے جس طرح دُلہن کو اس کے دُولہا کے گھر لے جایا جاتا ہے۔ آگاہ رہو کہ جو آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت میں مَرا اُس کی قبر میں جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ سن لو کہ جو آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت میں مرتا ہے، اللہ تعالیٰ رحمت کے فرشتوں کے لیے اُس کی قبر کو زیارت گاہ بنا دیتا ہے۔ خبردار کہ جو آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محبت میں مَرا وہ اہلِ سنت وَ جماعت مَرا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جو آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بُغض میں مَرا قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا، اللہ کی رحمت سے مایوس۔ جان لو کہ جو آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بُغض میں مَرا وہ کافر مَرا۔ سن لو کہ جو آلِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بغض میں مَرا وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا۔

حضرت ابنِ ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے دل میں اُس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوگا جب تک وہ اللہ سے اور میری قَرابت والوں سے محبت نہیں رکھے گا..... حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی آدمی اُس وقت تک صحیح مومن نہیں ہو سکتا جب تک میری محبت کے ساتھ میرے اہلِ بیت سے محبت نہ رکھے..... حضرت ابی لیلیٰ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک مجھے اپنی جان سے، میری اولاد کو اپنی اولاد سے، میرے اہل کو اپنے اہل سے، میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ رکھے.....

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو تین خصلتیں (ادب کی) سکھاؤ، نبی کی محبت، اہلِ بیتِ رسول کی محبت اور قرآن کی قرأت کی محبت..... حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی

اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ تم دِین پر ثابت اور پکے رہو گے میرے اہلِ بَیت اور میرے صحابہ کی محبت سے...یعنی صحیح راستہ پر ثابت قدمی ان کی محبت سے ہوگی۔

حضرت سیدنا علی بن حُسین بن علی (رضی اللہ عنھم) یعنی امام زَینُ العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ سے محبت رکھتا ہے وہ قرآن کو محبوب رکھتا ہے اور جو قرآن سے محبت رکھتا ہے وہ مجھے محبوب رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ میرے صحابہ اور میری قرابت کو محبوب رکھتا ہے... فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہلِ بیت اور ان سے محبت رکھنے والے میرے امتی حوضِ کوثر پر شہادت اور اس کے ساتھ کی درمیانی انگلی کی طرح (اکٹھے) آئیں گے..... حضرت امام حَسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اہلِ بیت رسول سے محبت رکھنا بندوں سے گناہوں کو اِس طرح جھاڑتا ہے جیسے ہَوا سے درخت کے پتّے جھڑتے ہیں..... حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اہلِ بیتِ رسول سے اللہ کے لیے محبت رکھنے والے کو اللہ سکون دے گا گھنے سائے میں اُس قیامت کے دن جب کہ اللہ کے سایۂ رحمت کے سِوا کوئی سایہ نہ ہوگا اور ہم اہلِ بیت سے محبت کا بدلہ اللہ تعالیٰ جنت کے ساتھ دے گا اور جو ہم اہلِ بیت سے دنیا کی غَرض سے محبت رکھے گا اسے اللہ تعالیٰ بے حساب رزق دے گا.... حضرت ابو سعید خُدرِی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اُس ذاتِ پاک کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، ہم اہلِ بیت سے جو بھی بُغض رکھنے والا ہے اللہ اُسے دوزخ میں داخل کرے گا.... حضرت جابِر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اہلِ بیت سے محبت رکھنے والا مومن متقی ہوگا اور ہم سے بُغض رکھنے والا منافق بدبخت ہوگا.... حضرت امام حَسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انہوں نے معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہمارے بُغض سے اجتناب کرنا کیوں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جو ہم سے بُغض رکھے گا اور ہم سے حسد کرے گا اسے حوضِ کوثر سے قیامت کے دن آگ کے چابُک کے ساتھ دُور کیا جائے گا.... حضرت جابِر بن عبداللہ

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا جو ہم اہلِ بیت سے بُغض رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کا حشر یہودیوں میں کرے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا کہ بلا شُبہ اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کروی ہے جو میرے اہلِ بیت پر ظلم کرے یا ان کو قتل کرے یا قاتلوں سے تعاون کرے یا میرے اہلِ بیت کو گالی دے... فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا ہے کہ جو میری اولاد کے بارے میں مجھے اذیّت دے گا اُس پر اللہ کی لعنت ہے۔

اکابر علماءِ حق نے لکھا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنا جُزوِبدن فرمایا ہے اور اُن کی اولاد ان کے اَجزائے بدن ہیں یعنی صحیح النسب حَسنی حُسینی ساداتِ کرام سب اولادِ رسول ہیں اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا خون اور اَجزائے بدن ہیں.... حضرت ابوبکر صِدّیق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ مجھے اپنی قرابت سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی قرابت زیادہ عزیز ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ عہدِ فاروقی میں حضرت سیدنا امام حُسین رضی اللہ عنہ حضرت عمر سے ملاقات کے لیے اُن کے گھر گئے، اُس وقت حضرت عمر کسی اَہم کام میں مشغول تھے۔ ابھی حضرت عمر کو فرزندِ رسول کی آمد سے باخبر نہیں کیا گیا تھا کہ اُسی وقت امیرالمومنین حضرت عمر کے فرزند عبداللہ بھی اپنے والد سے ملنے آئے اور ملاقات کی اجازت چاہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس وقت اپنے بیٹے کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما واپس چلے گئے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے خیال فرمایا کہ امیرالمومنین ضرور کسی اہم کام میں مشغول ہیں اِسی باعث انہوں نے اپنے بیٹے کو بھی ملاقات کی اجازت نہیں دی تو مجھے بھی اِس وقت واپس لَوٹ جانا چاہیے، میں بھی دوبارہ آجاؤں گا' چناں چہ وہ بغیر اطلاع کیے واپس چلے گئے۔ حضرت عمر فاروق کو امام حسین کے آنے اور بغیر کچھ کہے واپس چلے جانے کی اطلاع ہوئی تو کام چھوڑ کر فوراً دوڑے اور فرزندِ رسول کو راستہ میں جالیا اور کہا کہ آپ کیوں واپس چلے آئے؟ حضرت

سیدنا امام حسین نے فرمایا کہ آپ نے اپنے بیٹے کو ملاقات کی اجازت نہیں دی تو میں نے خیال کیا کہ مجھے کیوں کر اجازت دیں گے؟ حضرت عمر نے کہا' آپ میرے بیٹے سے، بہت زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ کو اجازت دی جائے۔ اے فرزند رسول! عمر اپنے بیٹے کو منع کر سکتا ہے لیکن فرزندِ رسول کو منع نہیں کر سکتا... اور ہمارے سر پر یہ بال کس نے اُگائے ہیں یعنی ہمیں یہ عزت کس نے دی ہے؟ یہ سب آپ کے نانا جان رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی برکت ہے۔ آپ آئندہ جب کبھی تشریف لائیں آپ کو مجھ سے ملاقات کے لیے کسی اجازت کی ضرورت نہیں۔

تمام اصحابِ نبوی (رضی اللہ عنہم) اَولادِ رسول کا بہت احترام کرتے تھے اور ان کی محبت کو سرمایۂ ایمان جانتے تھے.... اولادِ رسول کے ہاتھ پاؤں چُومنا تمام علماءِ اسلام کے نزدیک نہایت پسندیدہ ہے اور اولادِ رسول کو نسبتِ رسول کے سبب محبوب رکھنا اور ان کی خدمت کرنا سعادت اور باعثِ برکت ہے.... حضرت امام اَحمد بن حَنبل رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ وہ تدریس میں مشغول تھے کہ اچانک ادب سے کھڑے ہوگئے۔ کچھ لمحے بعد بیٹھ گئے اور تدریس میں مشغول ہوگئے۔ ابھی کچھ دیر گزری تھی کہ پھر ادب سے کھڑے ہوگئے اور مجلس سے باہر نکلے' ایک نوجوان سامنے تھا اُس کے ہاتھ چومے' اُس کا احترام کیا' جب تک وہ نوجوان چلا نہیں گیا امام احمد کھڑے رہے۔ لوگ حیران تھے کہ اِس قدر مرتبت اور فضیلت رکھنے والا امام ایک نوجوان کا اِس قدر احترام کیوں کر رہا ہے؟ امام اَحمد نے مجلس میں واپس آکر فرمایا کہ یہ نوجوان' رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اہلِ بیت میں سے ہے۔ میری نظر اُس پر پڑی تو اس کے احترام میں ادب سے کھڑا ہوگیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بیت رسول کا احترام ہم پر لازم کیا ہے..... حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ اولادِ رسول کا اِس قدر احترام کرتے کہ انہیں دیکھا گیا کہ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے گھر آنے والے زائرین کو پانی پلانے کی خدمت کیا کرتے.... اور حضرت سیدنا معروف کَرخی رضی اللہ عنہ امام علی بن موسیٰ الرضا رضی اللہ عنہما کے دروازے پر دربان کی طرح بیٹھا کرتے..... علمائے اسلام نے لکھا ہے کہ اولادِ رسول کے نَسب کے بارے میں زبانِ طَعن دراز کرنا اپنے

ایمان کو خراب کرنا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ سادات کے ساتھ نشست میں اُنہیں بلند جگہ عزت سے بٹھائیں، اُن کی خدمت کریں اور اُن کی بات کو رَدّ نہ کریں کیوں کہ وہ سب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے ہیں.... حضرت سیدنا امام عبدالوہاب شُعرانی رضی اللہ عنہ وہ جلیلُ القدر عالِم ہوئے ہیں کہ تمام علمائے اسلام نے اُن کی عظمتِ علم اور فضیلتِ مقام کا اعتراف کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر احسانات میں سے ایک یہ ہے کہ میں سادات (اشراف) کی بہت تعظیم کرتا ہوں خواہ لوگ اُن کے نَسب میں طَعن کرتے ہوں، اگر سادات اپنے بزرگوں کے طریقہ پر نہ بھی ہوں یعنی اعمال کے لحاظ سے متقی نہ بھی ہوں.... ہم سے یہ عہد لیا گیا ہے کہ ہم سید لڑکی (سید زادی) سے صرف اُسی صورت میں نکاح کریں کہ خود کو اُن کا خادم سمجھیں یعنی سید لڑکی کی شادی سید لڑکے ہی کے ساتھ ہونی چاہیے اگرچہ سید لڑکی سے شادی شرع میں غیر سید کے لیے مُباح ہے لیکن اِس معاملے میں مباح کو ترک کرنا چاہیے اور یہ ادب ہے.... اور اگر کوئی سید جاہل بھی ہو اُسے کچھ طرح غیر جاہل پر فضیلت بھی ہے، ہمیں نہیں چاہیے کہ ہم عِلم کے ساتھ نہ ہی عمل اور نیکی کی وجہ سے خود کو اس سید سے بہتر سمجھیں.... فرماتے ہیں کہ کوئی سید، اصلی خاندانی و نَسبی طور پر سید ہو یا نہ ہو، ہمیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے اُس کی تعظیم کرنی چاہیے.... یعنی اگر کوئی سید کے نسب میں طعن کرے تو ہمارے لیے یہی ہے کہ ہم خوامخواہ بدگوئی نہ کریں بلکہ تحقیق کرلیں اور تحقیق سے نسب صحیح ثابت ہو جائے تو اس کی خوب تعظیم کریں۔ اگر کوئی اجنبی شخص خود کو سید ظاہر کرے تب بھی تعظیم کریں.... لیکن کوئی ایسا شخص جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ جھوٹا ہے اور وہ جان بوجھ کر سید ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ایسے شخص کو خوب مارا جائے اور اُس کی تشہیر کرائی جائے، اُسے مدّتوں قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ اُس کی توبہ سب پر واضح ہو جائے.... کیوں کہ سید ہونے کا جھوٹا دعویٰ شدید گستاخی ہے اور اس کا وَبال بھی بہت ہے، ایسا شخص لعنت و عذاب ہی اپنے لیے جمع کرتا ہے..... فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو سید نہیں، وہ اگر سید لڑکی سے شادی کرنا چاہے تو خوب سوچ سمجھ لے کہ سادات کی تعظیم کا حق

جو واجب ہے' وہ ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور سیدہ لڑکی کی مرضی و خوشنودی کا خیال رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ کیوں کہ ساداتِ کرام وہ لوگ ہیں جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے جگر کے ٹکڑے ہیں اُن کا خون اور اجزائے بدن ہیں' اُن کو تکلیف و ایذا دینا گویا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو اِیذا دینا ہے.... جو شخص سید نہیں مگر وہ سید لڑکی سے نکاح کرتا ہے تو اُس سید لڑکی سے نکاح کے بعد کسی اور عورت سے نکاح نہ کرے' نہ ہی کوئی کنیز (لونڈی) اختیار کرے تاکہ وہ سیدہ ناراض اور ناخوش نہ ہو..... سیدہ سے حُسنِ سلوک میں مبالغہ کرے اور اُن کا احترام کرے۔ فرماتے ہیں کہ اِس قدر احترام کرے کہ اُن کے آنے پر احترام و تعظیم سے کھڑا ہو' جب وہ سیدہ کھڑی ہو تو اُن کی پاپوش (جوتیاں) اُن کے پہننے کے لیے اُن کے آگے رکھے اور یہ احترام نسبتِ رسول کی وجہ سے کرے کہ وہ سید زادی ہے..... خرچ وغیرہ کے معاملے میں بساط بھر خدمت کرے اور اُن سے بُخل نہ کرے.... اگر صرف اِس لیے سید لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے کہ برکت و سعادت اور خاندانِ رسول سے نسبت حاصل کرے تو وہ بغیر نکاح کے بھی سادات کی خدمت کر کے حاصل کر سکتا ہے..... کہیں ایسا نہ ہو کہ سیدہ سے نکاح کے بعد اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے زیادہ گناہ گار ہو جائے۔ کسی بادشاہ کی اولاد سے' کسی شاہ زادی سے نکاح کر کے اُس کے خاندان اور رُتبے کا لحاظ ہوتا ہے' اُن سے ملازموں کی طرح یا باندیوں کی طرح سب کام نہیں کروائے جاتے تو رسول زادی سے نکاح کرنے پر اُس کے رُتبے اور نسبت کا کس قدر لحاظ ہونا چاہیے اور اولادِ رسول کی محبت و تعظیم تو ہر مسلمان پر واجب ہے..... اِسی طرح اُن عورتوں کو جو سید زادیاں نہیں ہیں لیکن وہ سید زادوں سے بیاہی ہوں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ شوہر کی تعظیم' شوہر ہونے کی وجہ سے تو کرنی ہی ہے لیکن سید زادہ ہونے کی وجہ سے اُن کی زیادہ تعظیم کریں اور اُن کو تکلیف نہ پہنچائیں.... اِس تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ سید زادی کا نکاح غیر سید شخص سے ناجائز یا منع نہیں لیکن غیر سید کو سید زادی کا احترام اور اُس سے حُسنِ سلوک ضروری ہے.... علمائے اسلام نے کہا ہے کہ سید زادی کے لیے اگر سید شخص کا رشتہ میسر نہ ہو' یا کسی اَہم شرعی وجہ سے سید سے نکاح نہ کرنا چاہیں تو ہاشمی یا قریشی خاندان کے صحیح النسب شخص سے نکاح کریں

یا کسی صحیح عالمِ دین سے نکاح کریں کیوں کہ وہ حقوق و آداب سے واقف ہوتا ہے اور یہ بھی تاکید کی ہے کہ سید زادی کا نکاح ہرگز کسی بد عقیدہ بد مذہب شخص سے نہ کریں... قریش اور ہاشمی سے کرنے کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ یہ دونوں خاندان (بنی ہاشم اور قریش) خاندانی طور پر سادات کے قریب ترین تھے اور سادات کے نکاح اِن خاندان کے افراد سے ہوتے رہے ہیں.... یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ ہر مسلمان کو قرابتِ رسول اور نسبتِ رسول کا احترام اور تعظیم لازمی ہے لیکن اسلامی تعلیمات میں محض حَسب و نَسب (ذاتی کمالات اور آباؤ اَجداد سے صحیح انتساب و تعلق) پر فخر و غرور یا کِبر و نخوت سے منع کیا گیا ہے اور ایمان و عمل میں بہتری کو مقدم رکھا گیا ہے اور قرآن نے واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہی ہے جو زیادہ تقویٰ والا ہے.... کسی کا موچی، نائی، قصائی یا دھوبی ہونا اُس کا نسب نہیں، پیشہ ہے، اِسی طرح نواب، چوہدری، وَڈیرا یا سردار ہونا منصب و عہدہ وغیرہ ہے، نسب نہیں..... اسلام نے حسب و نسب پر نہیں بلکہ ایمان کے ساتھ نیکی و بھلائی پر فضیلت بیان کی ہے۔ حدیث شریف کے مطابق انسان کو قرابت کے حقوق ادا کرنے کے لیے کہا گیا ہے کہ اپنے اَنساب (خاندانی آباؤ اجداد کے تعلق) کے متعلق اتنا علم ضرور حاصل کرو جس سے تم صلۂ رحمی کر سکو، یعنی رشتہ داری کے حقوق پورے کر سکو.... رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خاندان یعنی اہلِ بیتِ رسول سے محبت اور ان کی تعظیم ایمانی لحاظ سے ضروری ہے، اس لیے اس قدر تفصیل بیان ہوئی ہے... خلاصہ یہ کہ کسی کا سید ہونا بڑی سعادت اور شرف کی بات ہے لیکن کسی سید کو اپنے صرف سید ہونے پر فخر و غرور کی اجازت نہیں، نہ ہی دوسرے انسانوں کو حقیر یا کمتر سمجھنے کی گنجائش ہے بلکہ سید ہونے کی وجہ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اپنی نسبت و قرابت کا خیال رکھتے ہوئے خود کو تعلیمات و سیرتِ نبوی کا عمدہ پیکر بنانے کی کوشش کرے اور اپنے نانا جان رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو راضی رکھے.... قرآن کریم نے انہی اہلِ ایمان کی اولاد کے لیے جنت کی بشارت دی ہے جنہوں نے ایمان کے ساتھ اپنے بڑوں کی پیروی کی۔ کسی کے لیے اس سے بڑھ کر شرف کیا ہو گا کہ وہ خاندانِ رسول کا فرد ہو، ہر مسلمان تو یہ آرزو کر سکتا

ہے کہ کاش وہ اشراف (سیدوں) میں سے ہوتا لیکن کسی سید کو شاید ہی یہ آرزو ہوگی کہ وہ کسی اور خاندان میں سے ہوتا..... سیدوں کو نسبی طور پر جو اعزاز حاصل ہے انہیں اس کا تحفظ کرنا چاہیے اور اس نسبت کا حق ادا کرتے ہوئے خود کو اخلاقِ نبوی کا نمونہ بنانا چاہیے۔ تحدیثِ نعمت (اللہ کے انعام پر شکر کرتے ہوئے اس کے بیان) کے طور پر کوئی سید اگر یہ کہے کہ الحمد اللہ میں اولادِ رسول ہوں' خاندانِ رسول کا فرد ہوں.... تو ایسا کہنا درست ہے کہ اس میں نعمت و سعادت پر اظہار تشکر ہے' فخر و غرور نہیں' کیوں کہ نسب کے شرف کو اسلام میں تسلیم کیا گیا ہے' ہاں اس کا ازراہِ تکبر اظہار یا اس پر فخر کرنا یا اس کی وجہ سے دوسروں کو حقیر سمجھنا ممنوع ہے۔ اسلام میں اگر نسبی تفاخُر سے منع کیا گیا تو فرقِ مراتب کا لحاظ نہ رکھنے والے کو زِندیق (زبانی کلامی مسلمان' دل سے کافر) کہا گیا ہے۔

قرآن میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہم السلام کے واقعہ میں یتیم بچوں کے مال کو محفوظ رکھنے کی وجہ یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ اُن بچوں کا (کئی پُشت پہلے کوئی) باپ نیک تھا۔ قرآن ہی میں بعض کی بعض پر فضیلت کا بیان موجود ہے' اہلِ ایمان کے لیے دَرجات و مَراتب کا بیان ہے' رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت کی شانِ عظمت اور ان سے محبت کا واضح بیان قرآن میں ہے۔ اِس لیے اُن کی فضیلت و مَرتبت تسلیم نہ کرنا کسی مسلمان کا فعل نہیں ہو سکتا..... واضح رہے کہ ساداتِ کرام بھی احکام و تعلیماتِ اسلامی اور شرعی پابندیوں سے آزاد یا مستثنیٰ نہیں' لیکن عملی طَور پر کسی غلطی کے ارتکاب کے باوجود سید کی تعظیم ہی کی جائے گی۔ اُس عملی غلطی کی وجہ سے ہرگز اُسے مَطعُون نہیں کیا جائے گا.... البتہ علماءِ اسلام نے واضح کیا ہے کہ کوئی بدعقیدہ شخص صحیح النسب سید نہیں ہوتا' اگر کسی صحیح النسب سید سے کسی وجہ سے وقتی طور پر کوئی غلطی عقائد و ایمان کے بارے میں ہو جائے تو اُسے توبہ کی توفیق عطا ہوتی ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی پاک رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کے لیے خیر ہی چاہتا ہے... ایک حدیث سے اِس کی تائید یوں ہوتی ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے اہلِ بیت کے معاملہ میں مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اُن میں سے جس نے اللہ کی وَحدانیت (توحید) اور میرے بارے میں

اُس کا اقرار کیا جو مجھے پہنچا (یعنی نبوت، قرآن اور اَحکامِ الٰہی) تو اللہ اُسے عذاب نہیں دے گا... فرمایا اولادِ فاطمہ پر اللہ نے دوزخ حرام کردی ہے..... اور ہمارے لیے حکم ہے کہ حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میرے اہلِ بیت کو اپنے نزدیک وہی درجہ دو جو جسم میں سَر کو اور سر میں دو آنکھوں کو حاصل ہے اور سَر ہدایت نہیں پاتا مگر دو آنکھوں سے... یعنی جس طرح انسان کی دونوں آنکھیں پورے جسم کی رہنمائی کا سامان کرتی ہیں، اِسی طرح میرے اہلِ بیت تمہاری صحیح رَہ نمائی کریں گے..... دونوں آنکھوں سے امام حسن اور امام حسین (رضی اللہ عنہ) بھی مراد سمجھے جاسکتے ہیں کہ انہی سے اولادِ رسول (حَسنی و حُسینی سادات) کا سلسلہ آگے چلا۔

علمائے اسلام اور صوفیائے عظام نے احترامِ سادات اور حُبِّ اہلِ بَیت کے مثالی واقعات یادگار چھوڑے ہیں جو کتابوں میں محفوظ ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اولادِ رسول کا احترام اور ان سے محبت کرنے والے دنیا و آخرت میں خیرو برکت اور رحمت و مغفرت پاتے ہیں، ایسے ہی واقعات اِس تحریر کا محرک ہوئے ہیں۔ امید کرتی ہوں کہ پڑھنے سننے والے بھی اہلِ بَیتِ رسول کی محبت و تعظیم اختیار کرکے دونوں جہانوں کی سعادتیں اپنا مقدر بنائیں گے۔

☆ حضرت ربیع بن سلیمان (رحمتہ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ میں حج بیت اللہ کے سفر پر نکلا، میرے ساتھ میری بستی کے لوگ تھے اور میرا سگا بھائی بھی تھا۔ ہم اپنی بستی سے روانہ ہوکر کوفہ پہنچے اور وہاں ضروری سامان وغیرہ خریدنے کے لیے ٹھہرے، بازاروں میں گھومتے ہوئے میں کوفہ کے اَطراف ویرانے میں جانکلا، کوڑے کے ڈھیر کے قریب ایک خچر مَرا ہوا (مُردار) پڑا تھا اور اس کے پاس ایک خاتون جو بوسیدہ لباس میں خستہ حال تھی، ہاتھ میں چھری لیے اُس مُردار جانور کے گوشت کو کاٹ کر ٹوکری میں رکھ رہی تھی۔ یہ دیکھ کر میں نے خود سے کہا کہ یہ جانور مُردار ہے اور اس خاتون کے اِس فعل پر مجھے خاموش نہیں رہنا چاہیے، ہوسکتا ہے کہ یہ خاتون کوئی طَبّاخ (بھٹیاری، کھانا پکاکر کھلانے والی) ہو اور یہ حرام گوشت لوگوں کو کھلا دے۔ چناں چہ میں نے اُس کا اِس طرح پیچھا کیا کہ اُسے خبر نہ ہوئی، وہ

خاتون چلتے چلتے ایک بلند دروازے والے بڑے (حویلی نما) مکان پر پہنچی اور اُس نے دروازہ کھٹ کھٹایا۔ اندر سے آواز آئی کہ دروازے پر کون ہے؟ خاتون نے کہا' دروازہ کھولو' میں ہی ہوں آشفتہ حال' پابستہ درجنجال! اس خاتون کی آواز پہچان کر دروازہ کھولا گیا تو میں نے دیکھا کہ چار جوان خوب صورت لڑکیاں دروازے سے نکلیں' اُن کے لباس اور چہرے سے اُن کی بدحالی نمایاں تھی۔ وہ بُڑھیا مکان میں داخل ہوئی اور اُن لڑکیوں کے سامنے ٹوکری رکھ دی..... (حضرت ربیع کہتے ہیں) میں نے (بہ اَمرِ مجبوری) دروازے کے سوراخوں سے اندر جھانکا تو دیکھا کہ اُس مکان کے اندر کوئی سامان نہیں تھا اور بدحالی و بربادی عیاں تھی۔ بُڑھیا نے سر اٹھایا' وہ رو رہی تھی' اس نے کہا اے میری اولاد تم سب مل کر آگ جلاؤ اور اِس گوشت کو کاٹ کر بھُون لو اور اللہ کی تعریف اور اُس کا شکر کرو۔ اور اللہ ہی کا ارادہ و اختیار ہے اُس کی مخلوق پر اور وہی دِلوں اور آنکھوں کا پھیرنے والا ہے... وہ لڑکیاں ماں کے کہنے پر اکٹھی آگے بڑھیں اور گوشت کے ٹکڑے کر کے بھوننے لگیں۔ مجھ سے یہ منظر دیکھا نہ گیا' یہ کیسا اندوہ ناک منظر تھا..... میں پکارا' اے اللہ کی بندی! اللہ کے واسطے اِس حرام مُردار کو نہ کھاؤ۔ بُڑھیا نے کہا کہ تو کون ہے؟ میں نے کہا' میں ایک مسافر ہوں۔ بڑھیا کہنے لگی' اے مسافر! ہم تیری کیا خدمت کر سکتے ہیں' کیا دیکھ بھال کر سکتے ہیں؟ ہم تو خود ہی قضا و قدر (مقدر) کے قیدی ہیں' تین برس سے ہمارا کوئی مددگار اور کوئی مہربان نہیں' تو ہم سے کیا چاہتا ہے؟ ہماری ایسی حالت میں ہمارے دروازے پر تو کیوں سوالی ہے؟ ربیع فرماتے ہیں' میں نے کہا' اے اللہ کی بندی! کیا تو نہیں جانتی کہ (آتش پرست) مجوسیوں کے ایک فرقہ کے سوا کوئی بھی مُردار کو حلال نہیں سمجھتا' کسی مذہب میں بھی مُردار حلال و جائز نہیں۔ بُڑھیا نے کہا کہ ہم خوب جانتے ہیں کہ مُردار کھانا حرام ہے' لیکن تمہیں بھی معلوم ہوگا کہ حالتِ اِضطرار (ناچاری' مجبوری' عاجزی کی حالت) میں اور بھوک سے بے حال ہوتی اولاد کو کھلانے کے لیے جب کوئی چارہ نہ ہو' مُردار بھی حلال ہو جاتا ہے۔ ربیع کہتے ہیں میں نے جاننا چاہا کہ ان لوگوں کا یہ حال کیوں ہوا؟ مُردار کھانے کی بجائے انہوں نے صدقہ کیوں نہ مانگا؟ کسی کے آگے ہاتھ کیوں نہ پھیلایا؟ جب میں نے اللہ کا واسطہ دے کر بُڑھیا سے پوچھا تو وہ کہنے لگی'

اے مسافر! ہم رسول زادیاں ہیں، خاندانِ نبوت کے اَشراف (سیدوں) میں سے ہیں، تجھے معلوم ہوگا کہ ہمارے لیے صدقہ جائز نہیں... اے مسافر! ان بچیوں کا باپ سید تھا اور سیدوں ہی میں اپنی لڑکیاں بیاہنا چاہتا تھا لیکن کوئی سید نوجوان نہیں ملا اور اچانک اُس کا بُلاوا آگیا... اس کی وفات کے بعد اس کا چھوڑا ہوا اَثاثہ (مال و سامان) کچھ دن ہمارے کام آیا پھر وہ سب بھی ختم ہوگیا۔ ہم نے جیسے تیسے گزر بسر کی، گزشتہ چار روز سے ہمیں فاقہ ہے، چار دن سے کچھ بھی کھانے کو نہیں، نہ ہی کوئی چیز بچی ہے کہ اُسے فروخت کرسکیں اور کھانا حاصل کرسکیں۔ اے مسافر! تو ہی بتا ایسی حالت میں مُردار بھی حلال ہوجاتا ہے یا نہیں؟ حضرت ربیع کہتے ہیں کہ ان رسول زادیوں کی خستہ حالی کا دل خراش ماجرا سن کر میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا تھا..... میں روتے بلکتے ہوئے وہاں سے پلٹا، حُزن و مَلال سے میری آنکھیں ہی نہیں دل بھی رو رہا تھا..... میں اپنے بھائی کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ میں حج کرنے نہیں جاؤں گا، اب میرا حج کا ارادہ نہیں رہا۔ میرے بھائی نے کہا کہ گھر سے تیاری کرکے بڑے ارمانوں سے چلے ہو، تمہیں تو بہت شوق تھا، اب یکلخت ارادہ کیوں بدل دیا، کیا سفر سے گھبرا گئے ہو؟ تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ اِس سفر میں ہر قدم پر کتنا ثواب ہے؟ اور حج کرنے والے کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، حج کرکے آنے والے پر کوئی گناہ نہیں رہتا... ربیع فرماتے ہیں کہ میرا بھائی اور قافلے والے حج کے فضائل اور اجر و ثواب سنا کر مجھے سمجھانے لگے اور مجھے ارادۂ حج پر قائم رہنے کی تلقین کرنے لگے..... میں نے اُن سے کہا کہ زیادہ باتیں نہ بناؤ اور مجھے تبلیغ و تلقین نہ کرو، بس میرا سامان اور رقم مجھے دے دو..... وہ مجھ پر افسوس کر رہے تھے اور مجھے بہکا بھٹکا ہوا سمجھ رہے تھے، کوئی مجھے مَلامت کر رہا تھا، کوئی کچھ کہہ رہا تھا مگر میں نے اُن کی باتوں کی پرواہ نہ کی اور اپنے کپڑے، احرام اور سب نقدی وغیرہ اور اپنا جو کچھ میں نے اُن کے پاس رکھوایا تھا، وہ سب اُن سے لے لیا.... میرے پاس نقد رقم چھ سو دِرہم تھے۔ میں نے بازار جاکر سَو درہم کا کپڑا اور کچھ ضروری سامان خریدا، سَو درہم کا آٹا لیا اور باقی چار سَو دِرہم میں نے آٹے میں چُھپا دیئے... یہ سب سامان لے کر میں پھر اُس سیدہ خاتون کے دروازے پر گیا اور دروازے پر جاکر اسے پکارا۔ وہ خاتون کہنے

لگی، اے مسافر! تُو کیوں ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے؟ میں تجھے اپنا احوال بتا چکی ہوں اب تُو پھر آ گیا ہے، تُو کیا چاہتا ہے؟ ربیع فرماتے ہیں، میں نے اُس خاتون سے منت کی کہ ایک بار دروازہ کھولو اور میری بات سن لو، میں پھر تمہیں تنگ نہیں کروں گا..... خاتون نے میری فریاد پر دروازہ کھولا۔ میں نے وہ تمام سامان (جو میں لایا تھا وہ) پیش کیا اور عرض کی کہ مُردار نہ کھاؤ، یہ ہدیہ قبول کرو، اِس وقت میرے پاس یہی کچھ ہے جو حاضر ہے، اِس میں سے کھاؤ..... اُس خاتون نے ہدیہ قبول کر کے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہنے لگی اے ربیع! جا اللہ تیرے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرمائے، تجھے حج و عمرہ کا ثواب دے اور اپنی جنت میں تجھے جگہ دے اور اِس نیکی کا تجھے بدل عطا فرمائے جو تجھ پر بھی ظاہر ہو... ربیع فرماتے ہیں کہ اس خاتون کی سب سے بڑی بیٹی نے دُعا دیتے ہوئے کہا، اللہ تعالیٰ تیرے اجر میں اضافہ فرمائے اور تیرے گناہ معاف فرمائے.... اس کی دوسری بیٹی نے کہا، جس قدر تُو نے ہمیں دیا ہے، اللہ تعالیٰ تجھے اس سے بہت زیادہ عطا فرمائے..... اس کی تیسری بیٹی نے کہا، اللہ تعالیٰ تجھے ہر سال حج نصیب کرے اور تُو نے ہمارے ساتھ جو نیکی کی ہے اس کا بہت اچھا بدل بہت جلد عطا فرمائے اور تیرے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرمائے..... اس کی سب سے چھوٹی بیٹی نے کہا اللہ تعالیٰ تیرا حشر ہمارے نانا جان رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ فرمائے...... ربیع فرماتے ہیں میں دُعائیں لے کر اُس سیدہ خاتون کے گھر سے واپس لوٹ آیا۔ حجاج کا قافلہ روانہ ہو چکا تھا، میں کوفہ ہی میں ٹھہر گیا۔ اپنی بستی میں واپس نہیں گیا، کسی کو کیا بتاتا کہ میں حج پر کیوں نہیں گیا! خیال کیا کہ جب حُجاج کے قافلے واپس آئیں گے تو اپنے قافلے والوں کے ساتھ ہی واپس چلا جاؤں گا، چناں چہ حُجاج کی واپسی تک میں کوفہ ہی میں ٹھہرا رہا۔ مجھے حج سے اپنی محرومی پر رنج و ملال تھا، میں اپنے دِل سے کہتا کہ میں رسول زادیوں کو اس حال میں یونہی چھوڑ کر وہاں مدینہ منورہ میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے کس مُنہ سے جاتا؟ اِن رسول زادیوں کی خدمت کے صدقے میرے گناہ معاف ہو جائیں تو مجھے اور کیا چاہئے۔ اِن سید زادیوں کی دعائیں ضرور قبول ہوں گی اور مجھے حج کی سعادت بھی نصیب ہو گی ....

وقت پورا ہُوا اور حُجاج کے قافلے حج وزیارت کا شَرَف حاصل کرکے واپس آنے لگے۔ میں نے خود سے کہا کہ میں اگر حج کرنے نہیں گیا تو حج کرکے آنے والوں کا استقبال تو ضرور کروں، حاجیوں کی دعا قبول ہوتی ہے، میں اُن سے اپنے لیے دعا کرواؤں، شاید کسی مقبول کی دعا میرے حق میں قبول ہو جائے۔ چناں چہ میں حجاج کے پہلے قافلے کے استقبال کو گیا۔ قافلہ میری آنکھوں کے سامنے آیا تو حج سے اپنی محرومی پر مجھے ایک بار پھر افسوس ہوا۔ اندر سے ہُوک سی اٹھی، میرے آنسو رَواں ہوگئے...... میں آگے بڑھا اور حاجیوں کو مِلا اور کہا، اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول فرمائے اور حج کے لیے تم نے جو خرچ کیا اس کا بدل تمہیں عطا کرے..... حجاج کے اس پہلے قافلے کے ایک شخص نے کہا کہ یہ دعا کیسی؟ ربیع کہتے ہیں، میں نے کہا یہ اُس شخص کی دعا ہے جو دروازہ (حرمِ کعبہ) میں داخل نہ ہو سکا اور جو عرفات میں دوستوں کے ساتھ وقوف نہیں کرسکا.... یہ سن کر قافلے والے کہنے لگے، سُبحانَ اللہ، بڑے تعجب کی بات ہے کہ اب تُو انکار کرتا ہے، کیا تو میدانِ عَرفات میں ہمارے ساتھ نہیں تھا؟ کیا تُو نے جَمرات پر ہمارے ساتھ کنکریاں نہیں ماریں؟ کیا تُو نے ہمارے ساتھ بیت اللہ کے سب طواف نہیں کیے؟ ربیع کہتے ہیں، میں نے اپنے آپ سے کہا یہ اللہ کا لطف وکرم ہی ہے کہ یہ سب گواہی دے رہے ہیں کہ میں نے حج کیا ہے ورنہ میں تو یہاں کوفہ ہی میں تھا..... ربیع فرماتے ہیں کہ اتنے میں میرے شہر کے حجاج کا وہ قافلہ بھی آگیا جس کے ساتھ میں گھر سے چلا تھا۔ میں نے ان کا بھی استقبال کیا اور کہا، اللہ تعالیٰ تمہارا حج اور تمہاری سعی قبول فرمائے اور تمہارے گناہ معاف فرمائے تو اس قافلے میں سے کچھ لوگ کہنے لگے کیا تم ہمارے ساتھ عرفات میں نہیں تھے؟ کیا تم نے ہمارے ساتھ جَمرات پر کنکریاں نہیں ماریں؟ ربیع کہتے ہیں، میں نے کہا، اللہ کی قسم، تمہارے کلام سے مجھے تعجب ہو رہا ہے...... ایک شخص نے کہا کہ اے بھائی! تمہارے لیے ہمارا کلام عجیب ہے تو ہمارے لیے تمہارا انکار عجیب ہے! اے ربیع! دیکھو اگر تمہیں مجھ پر شک ہے تو میرے ساتھ میرا بھائی ہے، میرا دوست ہے، تمہارے لیے یہ بھی گواہی دیں گے، تم اِن سے پوچھ لو..... پھر اس نے کہا، اے ربیع! کیا وجہ ہے کہ تم حج کرکے بھی حج کا انکار کر رہے ہو؟ کیا تم ہمارے ساتھ مکہ مکرمہ میں نہیں تھے؟ اور کیا تم نے

مدینہ منورہ میں ہمارے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت نہیں کی؟ اور زیارتِ رسول کرکے جب ہم بابِ جبریل سے باہر آرہے تھے اور لوگوں کا ازدحام (ہجوم) تھا تو تم نے یہ سرخ تھیلی میرے سپرد کی تھی جس کی مُہر (ﷺ) پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں "مَنْ عَامَلَنَا رَبِحَ"" اور وہ تھیلی یہ ہے' جو جب سے اب تک میرے پاس ہے' لو اپنی تھیلی سنبھالو اور یہ کہہ کر اُس نے وہ تھیلی مجھے تھمادی۔ ربیع کہتے ہیں' اللہ کی قسم' میں اس تھیلی کو نہ پہچانتا تھا' نہ ہی میں نے اُس دن سے پہلے اسے دیکھا تھا.... وہ شخص تھیلی مجھے تھما کر آگے بڑھ گیا ..... کچھ لوگ مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ میں حج سے کب اور کس قافلے کے ساتھ واپس آیا؟ میرا بھائی کہہ رہا تھا کہ سفر میں ہمارا ساتھ پسند نہیں تھا تو صاف کہہ دینا تھا... ربیع کہتے ہیں' میں ان سب کی باتوں پر حیرت و تعجب کر رہا تھا' ایک دو نہیں سب ہی گواہی دے رہے تھے کہ میں نے ان سب کے ساتھ اَرکانِ حج ادا کیے ہیں..... ربیع کہتے ہیں' میں وہ تھیلی لیے اپنی قیام گاہ پر آگیا' میں نے عشاء کی نماز ادا کی' وظائف پڑھے اور دیر تک جاگتا رہا اور سوچتا رہا کہ سب لوگ جو کچھ کہتے رہے اور یہ تھیلی جو مجھے دی گئی ہے' یہ سب کیا مُعمّا ہے؟ میں اس تھیلی کو کیسے واپس کروں؟..... سوچتے سوچتے مجھے نیند آگئی اور مجھے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا' میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو چوما اور سلام کیا اور اُن کے قدم مبارک چومے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سلام کا جواب دیا اور مسکرائے' اور فرمایا' اے ربیع! کتنی گواہیاں دلوائیں کہ تُو نے اِس سال حج کیا ہے اور تُو ہے کہ مانتا ہی نہیں..... خوب جان لے کہ جب تُو نے اپنے دل سے (بغیر دِکھاوے کے) نیکی کی اور حج کے سفر پر جانے کے لیے جمع کی ہوئی رقم (زادِ راہ) ایثار کرتے ہوئے میرے اہلِ بَیت میں سے اس سیدہ عورت کو ہدیہ کی یعنی میری اولاد کی خدمت کی اور حج سے خود کو روک لیا تو (جیسا کہ میری بیٹیوں نے دعا کی تھی) میں نے اللہ تعالیٰ سے تیرے لیے دعا کی جو کچھ تو نے میری اولاد پر خرچ کیا ہے' اللہ تجھے اس کے بدلے میں بہتر عطا فرمائے۔ سن! اللہ تعالیٰ نے تیری شکل و صورت پر ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جو تیری طرف سے قیامت تک ہر سال حج کرے گا اور دنیا میں تیرے لیے یہ بدلہ ہے کہ تو نے چھ سو دِرہم خرچ کئے تو تجھے چھ سو

دِینار عطا کیے گئے ہیں'پس تو اپنی جان کو آرام دے اور آنکھوں کو ٹھنڈا رکھ'مَن عَامَلنا رَبِحَ (جو ہم سے معاملہ کرتا ہے'نفع اٹھاتا ہے)......یعنی وہ الفاظ جو قافلے کے ایک شخص نے مجھے سنائے تھے کہ تھیلی کی مُہر پر لکھے ہوئے ہیں'وہی الفاظ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بیان فرمائے تاکہ مجھے یقین ہو جائے کہ یہ تھیلی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمان کے مطابق میرے لیے ہی آئی ہے اور قافلے کے تمام حُجاج کا یہ کہنا کہ وہ مجھے منیٰ و عرفات میں دیکھتے رہے ہیں تو دراصل وہ اُس فرشتے کو دیکھتے رہے ہیں جسے میری شکل پر پیدا کیا گیا ہے.... ان سید زادیوں کی دعائیں کتنی جلدی رنگ لائی ہیں'خود رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے اپنی زیارت کا شرف بخشا اور ان دعاؤں کے مقبول ہونے کی خوش خبری دی۔

حضرت ربیع فرماتے ہیں کہ میں خواب سے بیدار ہوا تو میں نے اُس تھیلی کو کھولا' چناں چہ میں نے دیکھا کہ اس میں چھ سو دِینار تھے......کچھ اِسی طرح کا ایک واقعہ علامہ سمہودی نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنی تالیف ''الجواہر'' میں لکھا ہے لیکن یہاں حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک مشہور واقعہ نقل کیا جا رہا ہے۔ حضرت عبداللہ مبارک وہ ہستی ہیں جنہیں ''امیر المومنین فِی الحدیث'' کہا اور مانا جاتا ہے۔ صحیح بخاری شریف جیسی کتاب یادگار بنانے والے امام بخاری رضی اللہ عنہ بھی ان کے شاگردوں کے شاگرد تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی (خواب میں) زیارت کا شرف مجھے حاصل ہوا'حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ بغداد میں بہرام مَجُوسی کو مل کر اُسے خوش خبری دو کہ وہ قیامت کے دن میرے ساتھ جنت میں جائے گا.... حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں مجھے خواب سے بیدار ہونے پر رہ رہ کے یہ خیال ہوتا تھا کہ ایک مجوسی کیسے جنت میں جائے گا؟ چوں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے خود فرمایا ہے اور میں نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی کی زیارت کی ہے'خود نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس

نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے مجھے ہی دیکھا' شیطان ہرگز میری کی صورت اختیار نہیں کر سکتا..... فرماتے ہیں' اِس بات میں ضرور کوئی راز ہے جو مجھ پر ابھی ظاہر نہیں ہو رہا۔ ہو سکتا ہے اُس شخص سے ملاقات پر یہ راز کھلے... چناں چہ اپنے علاقے سے سفر کر کے وہ عراق پہنچے اور بغداد جا کر بہرام مجوسی کے بارے میں دریافت کیا۔ بہرام چوں کہ بہت مال دار تاجر شخص تھا اِس لیے خوب جانا پہچانا آدمی تھا لیکن مسلمان اہلِ علم حیران تھے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک اُس سے کیوں ملنا چاہتے ہیں؟ حضرت نے لوگوں سے بہرام کے احوال پوچھے' سب نے یہی بتایا کہ وہ بہت مال دار شخص ہے اور سخاوت بھی کرتا ہے لیکن آتش پرست ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ حضرت! آپ کیوں اُس سے ملنا چاہتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ وقت آنے پر بتاؤں گا..... حضرت عبداللہ بن مبارک خود بہرام مجوسی کے ہاں تشریف لے گئے۔ بہرام اپنے خُدّام واَحباب کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے حضرت عبداللہ بن مبارک کو مہمانوں کی سی عزت دی' تاہم تعارف کے بعد اُسے حیرت تھی کہ مسلمانوں کا اتنا بڑا عالِم اُس سے ملنے آیا ہے..... اُس نے کہا' فرمائیے' آپ کو مجھ سے کیا کام ہے؟ حضرت نے فرمایا مجھے تجھ سے علیحدگی میں بات کرنی ہے' میں جو بات کرنا چاہتا ہوں وہ سب کے سامنے نہیں ہو سکتی۔ بہرام نے علیحدہ نشست کا اہتمام کیا۔ حضرت نے فرمایا' اے بہرام! تو مجوسی ہے اور میں مسلمان ہوں' میں بہت دُور سے سفر کر کے تیرے پاس آیا ہوں اور جو بات تجھ سے کرنا چاہتا ہوں وہ معمولی نہیں' مگر بات کرنے سے پہلے تجھے کہنا چاہتا ہوں کہ مجھ سے کچھ چھپانا نہیں۔ بہرام نے کہا کہ میں مجوسی ہوں' میں آپ کے دین کو نہیں مانتا لیکن آپ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عزت کرتا ہوں..... آپ دُور سے چل کر میرے پاس آئے ہیں اور مسلمانوں کے بڑے امام اور عالِم ہیں' میں آپ سے خوامخواہ کچھ نہیں چھپاؤں گا..... حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا' اے بہرام! میں تیرے پاس' خود اپنے ارادے سے نہیں آیا' نہ ہی تجھے جانتا تھا' مجھے تیرے پاس میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نے بھجوایا ہے' انہوں نے تیرے لیے ایک پیغام دیا ہے جو تجھ تک پہنچانے آیا ہوں..... بہرام نے کہا کہ کیا واقعی آپ کے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آپ کو میرے

پاس بھیجا ہے' جب کہ میں مجوسی ہوں..... حضرت نے فرمایا' میں اپنے معبودِ حقیقی' اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ مجھے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تیرے پاس بھیجا ہے.... بہرام نے پوچھا کہ انہوں نے کیا پیغام دیا ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں تجھے یہ خوش خبری سنادوں کہ تُو اُن کے ساتھ جنت میں جائے گا... حضرت عبداللہ بن مبارک کی زبان سے یہ خوش خبری سن کر بہرام اُنہیں تکتا رہ گیا..... حضرت نے فرمایا' اے بہرام! میں تجھ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تو نے گزشتہ دنوں کیا کوئی خاص نیک کام کیا ہے؟ میرا یقین ہے کہ تُو نے ضرور کوئی خاص نیکی کی ہے۔ میں تجھ سے اس کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں..... بہرام سر جھکائے بالکل خاموش بیٹھا تھا' اس کی حالت سے اندازہ ہو رہا تھا کہ اُس کے اندر کوئی تلاطم بپا ہے جس پر قابو رکھنا اُسے مشکل ہو رہا ہے.... حضرت نے فرمایا۔ بہرام مجھ سے نہ چھپاؤ۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ ایک مجوسی کو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو اتنی بڑی بشارت دی ہے' اس کا راز کیا ہے؟..... بہرام نے کہا' میں ایک تاجر شخص ہوں' کاروبار کرتا ہوں کبھی کوئی رفاہی کام بھی کرلیتا ہو' مستحقین کی تھوڑی بہت مدد کردیتا ہوں' کوئی خاص نیک کام میں نے کیا کیا ہوگا! حضرت نے فرمایا' اے بہرام میں پھر تجھ سے یہی عرض کروں گا کہ مجھ سے اصل بات نہ چھپاؤ... حضرت نے جس روز خواب دیکھا تھا' دِن شمار کرکے اُسے بتایا کہ اُس دن سے پہلے یا اُسی دن کی کوئی بات ہو سکتی ہے... بہرام نے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ آپ کے نبی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے آپ کو میرے پاس بھیجا ہے اور جنت میں اپنے ساتھ جانے کی بشارت دی ہے.... حضرت نے فرمایا' ہاں بہرام بالکل ایسا ہی ہے... بہرام نے کہا کہ آپ کے نبی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی تو وفات ہو چکی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ میری کسی نیکی کی وجہ سے یہ بشارت مجھے دی جارہی ہے' تو اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ میری اُس نیکی سے آپ کے نبی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) باخبر ہیں' وہ دیکھتے بھی ہیں اور سنتے بھی ہیں..... حضرت عبداللہ بن مبارک نے بہرام کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عظمتِ شان اور نبوت و رسالت کے بارے میں کچھ بتایا... بہرام آب دیدہ ہوگیا اور کہنے لگا یہ بتائیے کہ آپ کے دِین میں داخل ہونے کا طریقہ کیا

ہے، کسی کو آپ کیسے مسلمان کرتے ہیں ؟ حضرت عبداللہ بن مبارک نے جوشِ مسرت سے کہا کہ کلمۂ طیّبہ اور کلمۂ شہادت پڑھاتے ہیں۔ بہرام نے کہا کہ مجھے بھی پڑھایئے، میں آپ کے نبی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پر ایمان لانا چاہتا ہوں... حضرت نے خوشی خوشی بہرام کو کلمہ پڑھایا... انہیں فرمان رسول میں پہلے بھی کوئی شبہ نہیں تھااور بہرام کے مسلمان ہو جانے پر اس بشارت پر یقین ہی پختہ نہیں ہوابلکہ بہت خوشی بھی ہوئی اور بہرام کی خوش نصیبی پر رشک ہوا..... بہرام نے کہا حضرت! میں اس بات کو راز ہی رکھتا لیکن، اب دولتِ ایمان سے مشرف ہوچکا ہوں اور یہ سعادت آپ کے آنے کی وجہ سے ملی ہے اِس لیے آپ کو بتا دیتا ہوں لیکن ذرا ٹھہریئے..... اُس نے اپنے خُدّام واَحباب کو بلایا اور اُن سے کہا کہ میں اب تک تاریکی وگمراہی میں تھا، میں نے دینِ اسلام قبول کرلیا ہے... معبودِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کے سچے اور آخری رسول ہیں... تم سب میں سے جو میرے ساتھ رہنا اور کام کرنا چاہے وہ ایمان لے آئے اور جو دینِ اسلام قبول نہیں کرے گا اُس کے لیے میرا فیصلہ یہی ہے کہ میں غیر مسلم پر اپنا مال خرچ نہیں کروں گا... اُس کی یہ بات سن کر اُس کے بہت سے خدام اور ساتھی بھی مسلمان ہوگئے اور جنہوں نے دینِ اسلام قبول نہیں کیا وہ خود ہی وہاں سے چلے گئے... اُس نے اپنے بیٹے کو بلا کر بھی اپنے مسلمان ہونے کی اطلاع دی اور اسے بتایا کہ دینِ اسلام ہی سچا اور صحیح دین ہے، اُس نے کہا کہ میں مسلمان ہو کر جو خوشی اور سکون محسوس کررہا ہوں وہ بیان نہیں کرسکتا، تم میرے ایک ہی بیٹے ہو... اگر چاہتے ہو کہ تم سے میرا تعلق باقی رہے تو تم بھی مسلمان ہو جاؤ ..... بیٹے نے بغیر کسی حِیل وحُجت کے فوراً دینِ اسلام قبول کرلیا.... اس نے اپنی بیٹی کو بھی بلایا وہ بھی فوراً مسلمان ہوگئی۔ بتایا جاتا ہے کہ مجوسیوں کے مذہب کے مطابق اُس وقت بہن بھائی کی آپس میں شادی کردی جاتی تھی اور وہ دونوں اِسی رشتے میں منسلک تھے لیکن دونوں میں ازدواجی تعلق قائم نہیں ہوا تھا... بہرام کی بیٹی نے کہا کہ میری طبیعت ہی گوارا نہیں کرتی تھی کہ ایسا ہو، اللہ کا شکر ہے کہ میں اِس گناہ سے محفوظ رہی..... بہرام کو بہت خوشی تھی کہ اس کی اولاد اور بہت سے خدّام وغیرہ بھی مسلمان ہوگئے تھے.... بہرام نے کہا حضرت اب

میں آپ کو اُس راز (نیکی) سے آگاہ کرتا ہوں لیکن اس بات کو سن کر آپ یہاں اس کی تشہیر نہ کیجئے گا، کسی کا پردہ ہی رہے تو اچھا ہے.... حضرت عبداللہ بن مبارک ہمہ تن گوش تھے، بے تاب تھے کہ بہرام سے وہ نیکی سنیں جس کی بدولت اسے اتنی بڑی بشارت ملی تھی....

بہرام نے کہا، بات یہ ہے کہ آپ میرے بیٹے اور بیٹی سے مل چکے ہیں، میری یہی اولاد ہے اِن کے سوا اور اولاد نہیں ہے... میں نے اپنے بیٹے کی شادی پر عام دعوت کی تھی، صبح سے شام تک بلکہ آدھی رات تک دُور و نزدیک سے لوگ آئے، میں نے تحائف بھی تقسیم کیے اور ہزاروں کو کھانا کھلایا۔ رات کو بھی دیر تک کھانے کا سلسلہ رہا، پھر خدّام وغیرہ نے بھی کھایا۔ آدھی رات کو سب کچھ سمیٹ کر خدّام بھی تھکے ہارے سو گئے، میں بھی تھکن سے چُور چُور تھا، اپنے بستر پر آ کے لیٹ گیا.... ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ خُدّام سو چکے تھے، مجھے حیرت ہوئی اور کچھ غصہ بھی آیا کہ اب کون آیا ہے؟ میں ہمت کر کے اٹھا، دروازہ کھولا تو میرے سامنے ایک خاتون کھڑی تھی، اس کے ہاتھ میں ایک چراغ تھا جو تیل نہ ہونے کی وجہ سے تقریباً بجھ چکا تھا، اُس خاتون کا لباس بہت پھٹا پُرانا تھا... اس نے کہا بہرام! آج تیرے بیٹے کی شادی تھی، تو نے سارے شہر بلکہ مضافات کے دیہات والوں کو کھلایا، میں اِس وقت اندھیرے میں تیرے دروازے پر آئی ہوں، تجھ سے اور کچھ نہیں مانگتی۔ تھوڑا سا تیل اِس چراغ میں ڈال دے... میرے بچے بھوک سے تڑپ رہے ہیں، چراغ روشن تھا تو میں اُنہیں بہلاتی رہی، تیل ختم ہو جانے کی وجہ سے اندھیرا ہو گیا تو وہ اور بے چین ہو گئے، تجھے تھوڑا سا تیل دینے میں کوئی مشکل نہیں ہوگی..... میں نے اس خاتون کی حالتِ زار سن کر اپنے غصے کو قابو کیا اور لہجہ نرم کر کے کہا کہ دن بھر بلکہ آدھی رات تک کھانے کا سلسلہ جاری رہا، تو اپنے بچوں کو لے آتی اور کھانا کھا لیتی، کسی کے لیے کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔ وہ خاتون کہنے لگی۔ بہرام! مجبوری مجھے تیرے دروازے پر لے ہی آئی ہے تو مجھے مایوس نہ کر، میں نے تجھ سے کچھ اور نہیں مانگا۔ اِس چراغ میں تھوڑا سا تیل ڈال دے..... میں نے اُس سے پوچھا، تو کون ہے اور آدھی رات ہی کے وقت کیوں آئی ہے، پہلے بھی تو آ سکتی تھی!.... اس خاتون نے کہا، بہرام! میں آج تک کبھی کسی کے دروازے

پر سوالی نہیں ہوئی، میرا بھرم رکھ لے، میں اِسی لیے اندھیرے میں آئی ہوں کہ کوئی مجھے تیرے دروازے پر تجھ سے سوال کرتے نہ دیکھ لے..... میں نے پھر پوچھا کہ تُو نے بتایا نہیں کہ تُو کون ہے اور اتنا چُھپنا کیوں چاہتی ہے؟.... اس خاتون نے کہا! اے بہرام! تُو پوچھے بغیر سوال پورا نہیں کرنا چاہتا تو سن!..... میں مسلمانوں کے نبی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی اولاد ہوں، ان کی بیٹی ہوں، سید زادی ہوں... سیّدوں کو صدقہ لینا حرام ہے، بچوں کی وجہ سے مجبور ہو کر مجھے تیرے دروازے پر آنا پڑ گیا۔ اب اگر آ ہی گئی ہوں تو میرا بھرم رکھ لے.....

بہرام نے کہا کہ میں مسلمان نہیں تھا لیکن مجھے افسوس ہوا، میں تڑپ اٹھا کہ میرے قُرب و جوار میں یہ مُعزّز خاتون اور اِس کے بچے بھوک سے بے حال ہو رہے ہیں جب کہ میرے ہاں کتنا رزق یونہی ضائع ہو جاتا ہے... مجھے اس عورت کی خودداری نے بہت متاثر کیا..... میں اندر آیا، میں نے ایک دو خادموں کو جگایا، ان سے کہا جو کچھ کھانا بچا ہے وہ برتنوں میں ڈال دو... خود میں نے چند عمدہ جوڑے کپڑوں کے سامان میں سے نکالے اور کچھ نقد رقم لی... گٹھری بنوائی۔ میں نے وہ گٹھری خود اٹھائی، خادموں نے اصرار کیا کہ ہم خدمت کو موجود ہیں مگر میں نے اُنہیں سختی سے منع کر دیا کہ ہرگز کوئی میرے پیچھے نہ آئے.... میں نے نیا چراغ لیا اور اُس خاتون سے کہا کہ وہ آگے آگے چلے اور اپنے گھر کا راستہ بتائے اور یقین رکھے کہ میں اس کے گھر کے بارے میں کسی کو اطلاع نہیں کروں گا.... اس کے گھر پہنچ کر میں نے اُس کی چھوٹی چھوٹی بچیوں کو دیکھا۔ اُن کو بھوک نے نڈھال کر رکھا تھا، چراغ کی روشنی میں گٹھری ان کے سامنے میں نے کھولی، اور خاتون سے کہا اب تمہیں میرے دروازے پر آنے کی ضرورت نہیں.... ہر ماہ کچھ ہدیہ خاموشی سے تمہیں پہنچا دیا کروں گا..... اُس خاتون کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اُس کی بچیوں نے اپنی ماں سے کہا، اللہ کی قسم! ہم اُس وقت تک یہ کھانا نہیں کھائیں گے جب تک بہرام کے لیے دعا نہیں کرلیں گے..... اُن بچیوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور کہا، اے بہرام تُو نے ہم رسول زادیوں کی خدمت کی ہے...... اللہ تیرا حشر ہمارے نانا جان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ کرے...... اے عبداللہ بن مبارک! اس خاتون کے نانا جان (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نے اپنی بیٹیوں کی صدا سن لی.....

اور آپ اُس دعا کی قبولیت کی خوش خبری مجھے سنانے آئے..... اگر خوش خبری کوئی اور ہوتی تو شاید میں نہ مانتا لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وہی بشارت دی جس کی دعا اُن کی بیٹیوں نے مجھے دی تھی.....

☆ حضرت سیدنا ابوالقاسم بن محمد جُنَید بغدادی رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ شاہی پہلوان تھے اور اِس فن میں کوئی اُن کا مقابل نہیں تھا جب کہ شاہی اعلان تھا کہ جو شخص پہلوانی میں جنید کو شکست دے گا اُسے شاہی اعزاز دیا جائے گا... کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی کہ جنید کے مقابل ہو.... ایک روز بغداد میں ایک نحیف و نزار شخص آیا اور جنید سے کُشتی کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ لوگ اسے دیکھ کر تمسخر کرنے لگے کہ کسی پہلوان کو تو جنید کے سامنے جانے کی جرأت نہیں اور یہ لاغر شخص چیلنج کررہا ہے.... لوگوں نے اُسے کہا کہ مَرنے کا ایسا ہی کوئی شوق ہے تو اور بہت سے طریقے ہیں، تم جنید کا ایک تھپڑ بھی سہ نہیں سکو گے۔ مگر وہ شخص اپنی بات پر قائم رہا..... شاہی دربار تک اُس شخص کی بات پہنچ گئی اور طے پایا کہ جنید کی اس شخص سے کشتی کروائی جائے .... کشتی کا اعلان ہو جانے پر ہجوم جمع ہو گیا۔ تماشائیوں کو اس شخص کی مَوت یقینی نظر آرہی تھی .... کشتی شروع ہونے سے پہلے اس شخص نے جنید سے مصافحہ کیا اور جنید کے کان میں کہا کہ میں پہلوان نہیں ہوں، صرف شاہی انعام کے لیے تمہارے مقابل ہُوا ہوں، کیوں کہ مجھے اپنی جوان بچیوں کی شادی کے لیے رقم چاہیے اور میں کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلا سکتا اِس لیے کہ میں آلِ رسول (سیّد) ہوں.... اب تمہاری مرضی کہ پہلوانی کے جوہر دکھاتے ہوئے مجھے پچھاڑ کر بادشاہ کی نظر میں اپنا رتبہ بڑھاؤ یا ایک سید کی خاطر اپنے اعزاز کو قربان کرکے رسول زادے کا بھرم رکھ لو..... وہ شخص اتنی بات کہہ کر الگ ہو گیا اور لوگ کُشتی شروع ہونے کا انتظار کرنے لگے..... جنید خاندانی طور پر حضرت سیدنا سَری سَقطی رضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے اور سعادت مند نیک بخت تھے، سوچ میں پڑ گئے..... اگر شکست تسلیم کرتا ہوں تو لوگوں میں تو بے عزت ہو جاؤں گا لیکن رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں شاید مقبول ہو جاؤں.... کیا کروں کیا نہ کروں؟ دنیا کی ظاہری عزت کو اختیار کروں یا اِس دکھاوے کی عزت کو قربان کرکے، رسول

زادے کی خاطر کرکے آخرت کی عزت اختیار کروں؟ جنید کے دل نے کوئی فیصلہ کرہی لیا.... تماشائی دیکھ رہے تھے کہ جنید آج پہلوانوں کی طرح اپنے زور کا مظاہرہ کرکے مقابل پر اپنا رُعب نہیں جما رہے تھے... کُشتی شروع ہوئی لیکن جنید جیسے کشتی کے لیے کوئی ہمت ہی نہیں رکھتے تھے' مقابل نے جنید کو بالا خر پچھاڑ دیا اور کُشتی جیت لی.... ہجوم میں شور تھا' سب جنید کی شکست پر ناراضی ظاہر کررہے تھے اور جنید کو مَلامت کررہے تھے اور طرح طرح کی باتیں کررہے تھے.... ادھر اس شخص کو لوگوں نے کاندھوں پر اٹھالیا اور اُس کی جیت پر نعرے بلند ہورہے تھے' اُسے شاہی دربار سے وَافر انعام دیا گیا۔ سب اُسی کے گرد جمع تھے جب کہ جنید کا دَم بھرنے والے بھی ساتھ چھوڑ گئے تھے.... جنید سر جھکائے ایک طرف چل دیئے۔ بظاہر بہت ذِلت اٹھائی تھی لیکن دل مطمئن تھا.... تنہا اپنے ٹھکانے پر آکے جنید نے پہلوانی کو ہمیشہ کے لیے خیرباد کہہ دیا اور اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کے اپنی اِس قربانی پر قبولیت کی دعا کی اور بستر پر لیٹ گئے۔ آنکھوں میں لوگوں کے ردِّ عمل کے مناظر تھے اور سماعت میں لوگوں کی آوازیں گونج رہی تھیں' جنید کو نیند آگئی مگر مقدر جاگ اٹھا.... خواب میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی... نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جنید! تُونے میرے بیٹے کی عزت کی۔ اس کا بھرم رکھا' اُس کے لیے ذلت گوارا کرلی' سن! تُو پریشان نہ ہو' اس کی جزا میں تجھے یہ عزت اور سربلندی عطا کردی گئی ہے کہ تجھے گروہِ اولیاء کا سردار بنادیا گیا ہے..... "سیّدُ الطَّائِفہ" کا لقب انہیں ملا اور وہ روحانیت میں اعلیٰ مرتبہ ومقام پر پہنچے....

☆ صاحبِ حضوری مولوی قلندر صاحب کا تذکرہ کتابوں میں ہے کہ اُنہیں روزانہ خواب میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوتی تھی۔ ایک روز اُن کے پاس ایک (لڑکا) سید زادہ آیا' کسی بات پر مولوی صاحب نے اُس سید زادے کو طمانچہ ماردیا' اُسی دن سے مولوی صاحب کو زیارت ہونا بند ہوگئی.... ظاہر سی بات ہے کہ مولوی صاحب کے لیے زیارت سے محروم ہوجانا معمولی سانحہ نہیں تھا۔ مولوی صاحب نے اُس سیدزادے کے پاؤں پکڑ کر معافی چاہی' اُس سید زادے نے معاف بھی کردیا لیکن زیارت کا سلسلہ بحال نہ

ہوا۔ مولوی صاحب نے مدینہ منورہ کے مشائخ سے رابطہ کیا۔ ہر ایک سے دعاوسفارش کی التجا کی، ایک بزرگ نے کہا کہ ایک مجذوب خاتون یہاں مدینہ منورہ میں ہے اور کامل وَلیہّ ہے۔ مسجدِ نبوی شریف میں جب وہ آئے تو اُس سے درخواست کرنا۔ اگر اُس نے سفارش کردی تو بات بن جائے گی.... مولوی قلندر صاحب مسجدِنبوی کے دروازے کے قریب بیٹھ گئے۔ جب وہ مجذوبہ خاتون مسجدِنبوی شریف میں آئی تو مولوی قلندر صاحب اُس کے پاؤں پڑے اور روتے گڑگڑاتے ہوئے اُس سے التجا کی۔ مولوی صاحب کی فریاد سنتے ہی وہ خاتون جوش میں آئی اور مولوی صاحب کاہاتھ پکڑ کر کے کہا "شُف ہٰذا رَسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "(دیکھو یہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں)---- مولوی صاحب اب تک خواب میں زیارت کیا کرتے تھے، اُس خاتون نے بیداری میں زیارت کروائی اور یوں مولوی صاحب کی (سید لڑکے کو صرف ایک طمانچہ مارنے کی) غلطی معاف ہوئی....

☆ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور واقعہ ہے کہ میلاد شریف کے جلسے میں انہیں لے جانے کے لیے پالکی میں بٹھایا گیا۔ کہاروں نے پالکی اپنے کاندھوں پر اٹھائی اور چلے۔ ابھی چند قدم ہی چلے ہوں گے کہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت کی آواز گونجی "پالکی روک دو"...اِس ارشاد کو سن کر پالکی رکھ دی گئی، ساتھ چلنے والا ہجوم بھی تھم گیا...... اعلیٰ حضرت پالکی سے بے تابانہ باہر آئے اور کہاروں کو اپنے قریب بلا کے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا : "آپ لوگوں میں کوئی آلِ رسول تو نہیں؟ اپنے جدِّ اعلیٰ (رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا واسطہ، سچ بتایئے! میرے ایمان کا ذوقِ لطیف، محبوبِ کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تنِ جاناں کی خوشبو محسوس کر رہا ہے۔"

اِس اچانک سوال پر کہاروں میں سے ایک شخص کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا، پیشانی پر غیرت وپشیمانی سے پسینہ آ گیا... بے نَوائی، آشفتہ حالی اور گردشِ ایام کے ہاتھوں ایک پامال زندگی کے آثار اُس کے سراپے سے آشکار تھے... کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد نظریں نیچی کیے دبی ہوئی زبان سے اُس نے کہا کہ.... : مزدور سے کام لیا جاتا ہے، ذات پات نہیں پوچھی جاتی.... آپ نے میرے جدِّ اعلیٰ کا واسطہ دے کر میری زندگی کا ایک سربستہ راز فاش

کر دیا' سمجھ لیجئے کہ میں اُسی چمن رسالت کا ایک کُملایا ہوا پھول ہوں جس کی خوشبو سے آپ کا ایمان اور مَشامِ جاں مُعطّر ہے... رگوں کا خون نہیں بدل سکتا اس لیے آلِ رسول ہونے سے انکار نہیں لیکن اپنی خانماں برباد زندگی کو دیکھ کر خود کو سید کہتے ہوئے شرم آتی ہے... چند ماہ سے اِس شہر (بریلی) میں آیا ہوا ہوں' کوئی ہُنَر نہیں جانتا کہ اسے ذریعہ معاش بناؤں... پالکی اٹھانے والے اِن کہاروں سے رابطہ ہو گیا... روز سویرے ان کے ساتھ آ بیٹھتا ہوں اور شام کو اپنے حصے کی مزدوری لے کر بال بچوں میں لوٹ جاتا ہوں......

ابھی اُس مزدور کی کی بات پوری نہ ہو پائی تھی کہ ہجوم نے (شاید) پہلی مرتبہ تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھا کہ اہلِ سنت کا امام اور اپنے وقت کا بہت بڑا عالِم اپنی دستار (پگڑی) اُس سید کے قدموں پر رکھ کے ہاتھ جوڑ کر آنسوؤں کی بارش میں اُس سے یہ اِلتجا کر رہا تھا....

"معزز شہزادے! میری گستاخی معاف کردو' لاعلمی میں یہ خطا سرزد ہو گئی... ہائے غضب ہو گیا... جن کے کفشِ پا (جوتیوں) کا تاج میرے سر کا سب سے بڑا اعزاز ہے' اُن کے کاندھے پر میں نے سواری کی... قیامت کے دِن اگر کہیں سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھ لیا' کہ احمد رضا! کیا میرے فرزند کا دوشِ نازنین اِس لیے تھا کہ وہ تیری سواری کا بوجھ اٹھائے... تو میں کیا جواب دوں گا؟ اس وقت بھرے میدانِ حشر میں میرے ناموسِ عشق کی کتنی بڑی رسوائی ہو گی... آہ! اس ہول ناک تصور سے کلیجہ شق ہوا جاتا ہے...."

دیکھنے والے کہتے ہیں کہ جس طرح کوئی دل گیر عاشق اپنے محبوب کو مناتا ہے کچھ اسی انداز میں وقت کا عظیم المرتبت امام اُس سید زادے کی مِنت سَماجت کر رہا تھا.... لوگ پھٹی پھٹی آنکھوں سے عشق کی نازبرداری کا یہ رِقّت انگیز منظر دیکھ رہے تھے.... کئی مرتبہ زبان سے معاف کردینے کا اقرار کروالینے کے بعد امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت اُس سید زادے سے ایک التجائے شوق کرتے ہیں۔ "چوں کہ راہِ عشق میں خونِ جگر سے زیادہ وَجاہت و ناموس کی قربانی عزیز ہے' اِس لیے لاشعور کی ایک تقصیر کا کفّارہ جبھی ہو گا کہ اب تم پالکی میں بیٹھو اور میں اسے اپنے کاندھے پر اُٹھاؤں"....

اِس التجا پر فضا میں چیخیں بلند ہو گئیں' جذبات کے تلاطُم سے لوگوں کے دل دہل گئے' ہر آنکھ اشک بار ہو گئی ...... ہزار انکار کے باوجود آخر اُس سیدزادے کو اعلیٰ حضرت کے عشقِ جنوں خیز کی ضد پوری کرنی پڑی.... یہ منظر کس قدر دل گُداز تھا! اہلِ سنت کا جلیل القدر امام کہاروں میں شامل ہو کر اپنے علم و فضل' جُبّہ و دستار اور عالم گیر شہرت کا سارا اعزاز اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خوشنودی کے لیے ایک ایسے گُم نام مزدور کے قدموں پر نثار کر رہا تھا جس کے سید اور آلِ رسول ہونے کی شہرت بھی نہیں تھی'.... مگر عشق کی دنیا ہی الگ ہے' نرالی ہے اور عشق ہی حیاتِ جاودانی ہے.....

☆ یہ واقعہ متعدد کتابوں میں مذکور ہے کہ ایک شخص دیارِ مغرب سے حج کے ارادے سے چلا تو اُس کے ہم وطن ایک دولت مند نے اُسے سَو دینار دیئے اور کہا کہ وہ مدینہ منورہ میں کسی اصلی صحیح النسب سید کو میرا یہ ہدیّہ دے دے۔ وہ عازمِ حج کہتا ہے کہ میں جب مدینہ منورہ پہنچا تو میں نے وہاں اَشراف (سادات) کے بارے میں کسی سے پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ یہاں کے اکثر سادات' شیعہ ہیں اور شیخین کریمَین (سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنھما) کو گالیاں دیتے ہیں۔ میں نے یہ بات سن کر کسی شیعہ سید کو وہ رقم دینا پسند نہ کیا--- میرے برابر ایک شخص بیٹھا تھا جو سادات میں سے تھا' اُس سے اس کا مذہب پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ بھی شیعہ ہے۔ میں نے اُس سے کہا کہ اگر مجھے صحیح العقیدہ اہلِ سنت وَ جماعت میں سے کوئی سید شخص ملے گا تو میرے پاس جو ہدیہ کی رقم ہے وہ میں اُسے ہی دوں گا۔ اُس شیعہ سید نے کہا کہ میں فاقہ سے ہوں اور مجھے شدید حاجت ہے' اس رقم میں سے کچھ مجھے دے دو۔ میں نے کہا کہ یہ ہدیہ تیرے لیے نہیں' میں اس میں سے تجھے کچھ نہیں دے سکتا۔ میرا جواب سن کر وہ شیعہ سید میرے پاس سے اٹھ کر چلا گیا------ میں اُس رات سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور لوگ پُل صِراط سے گزر رہے ہیں' میں نے ارادہ کیا کہ میں بھی گزروں تو فوراً مجھے حضرت سیدہ فاطمہ زَہرا رضی اللہ عنھا نے روک دیا۔ میں رُک گیا' پھر میں نے اُن سے فریاد کی لیکن انہوں نے میری فریاد پر توجہ نہیں کی---- دریں اثناء رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لے آئے' میں اُن سے فریادی ہوا اور عرض

کی۔۔۔۔یا رسول اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھے پُل صِراط گزرنے سے روک رکھا ہے۔۔۔۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدہ کی طرف رُخ فرمایا اور ان سے پوچھا کہ اِس شخص کو کیوں روکا ہے؟ حضرت سیدہ نے میرے بارے میں بتایا کہ میں نے اُن کے ایک بیٹے کا رزق روک رکھا ہے۔۔۔۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف رُخ فرمایا اور ارشاد فرمایا' سن لیا تُو نے کہ میری بیٹی نے تجھے اِس لیے روکا ہے کہ تو نے اُس کے بیٹے کا رزق روک رکھا ہے۔۔۔۔ میں نے عرض کی' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیکَ وسلم) اللہ کی قسم! میں اُس (سید زادے) سے (اس کا رزق) ہرگز نہ روکتا اگر وہ شیخین رضی اللہ عنہما کو گالیاں نہ دیتا اور اُن کے بارے میں بدگوئی نہ کرتا۔۔۔ جب میں نے یہ بتایا تو حضرت سیدہ فاطمہ زَہرا رضی اللہ عنہا نے حضرات شیخین کی طرف متوجہ ہو کر ان سے پوچھا کہ کیا آپ دونوں اس غلطی پر میرے بیٹے سے کوئی مواخذہ کریں گے؟ انہوں نے جواب دیا' نہیں بلکہ ہم آپ کی وجہ سے اس سے درگزر کریں گے۔۔۔ حضرت سیدہ پھر میری طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا کہ پھر تم کیوں میرے بیٹے اور شیخین کے درمیان دخل اندازی کر رہے ہو؟۔۔۔۔۔ پس میں گھبرایا ہوا اٹھا۔۔۔۔ اور فوراً اس سید زادے کے پاس گیا اور وہ رقم اُسے دے دی۔۔۔ وہ سید حیران ہوا اور کہنے لگا کہ گزشتہ روز میں تم سے سوالی ہوا تھا لیکن تم نے انکار کر دیا تھا اور اب تم خود میرے پاس آئے ہو۔۔۔۔ میں نے اسے اپنا خواب سنایا۔۔۔۔ میرا خواب سن کر وہ سید زادہ رو پڑا اور کہنے لگا کہ تم گواہ ہو جاؤ' میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں زندگی بھر کبھی بھی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو گالی نہیں دوں گا نہ ہی اُن کے بارے میں کوئی غلط یا منفی بات کروں گا۔۔۔۔ اِس واقعہ سے یہ نتیجہ نکلا کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما بلاشبہ سچے ہیں اور صَحابہ و اہلِ بَیت کے مابین کوئی ناراضی نہیں۔۔۔ حضرات شیخین نے اگر قَرابتِ رسول کا لحاظ فرماتے ہوئے اپنے بارے میں اس سید زادے کا بدگوئی کرنا معاف فرما دیا تو ساداتِ کرام کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے صَحابہ کا نسبتِ رسول کی

وجہ سے لحاظ رکھا کریں اور اُن کے بارے میں کوئی منفی یا کسرِ شان بات نہ کیا کریں------عِلاوہ ازیں معلوم ہوا کہ کسی سید زادہ کا حق مارنا ہرگز کسی طرح بھی درست نہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اولادِ رسول اور قرابتِ رسول کا احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اولاد و اَصحابِ رسول کی محبت کی برکت سے ہمیں دنیا و آخرت میں کامیاب فرمائے۔ اِس دعا پر اس تحریر کو مکمل کرتی ہوں۔

یا حضرت یا سرور' یا صدیق یا عمر' یا عثمان یا حیدر یا شبیر یا شبر' شر کُن دفع' خیر آور

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

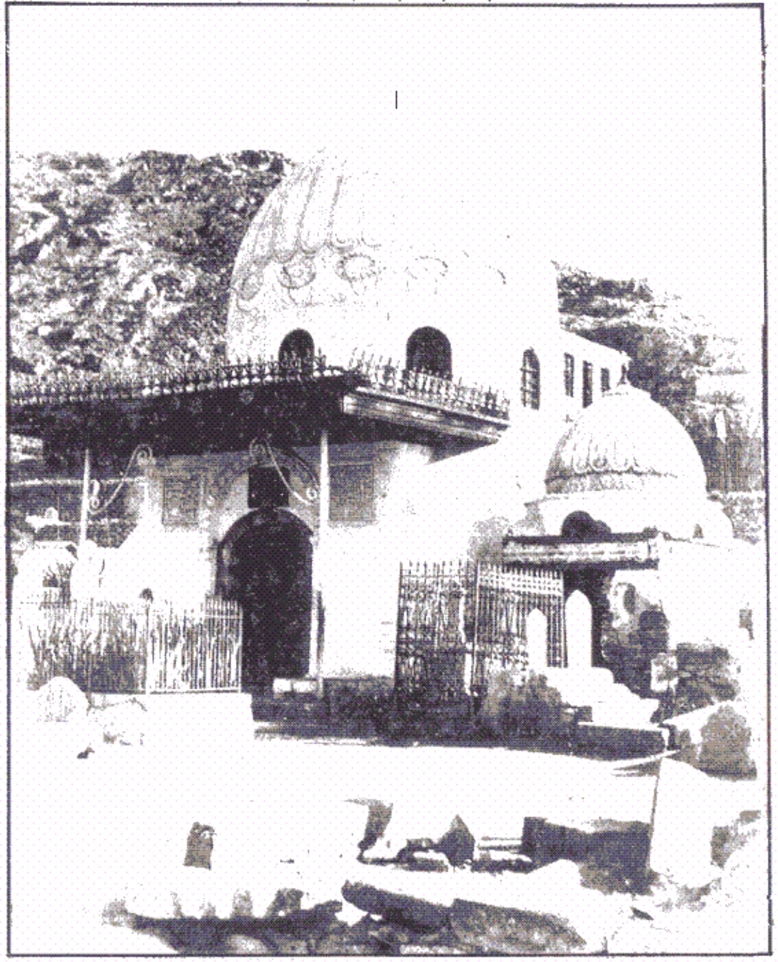

حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزار کے انہدام سے قبل کی ایک یادگار تصویر

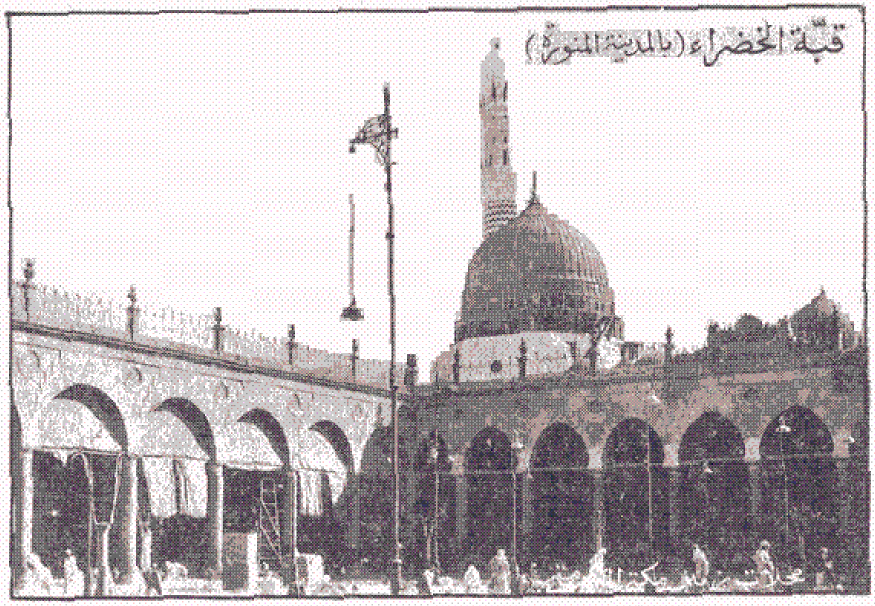

مسجد نبوی شریف کی ایک پرانی یادگار تصویر

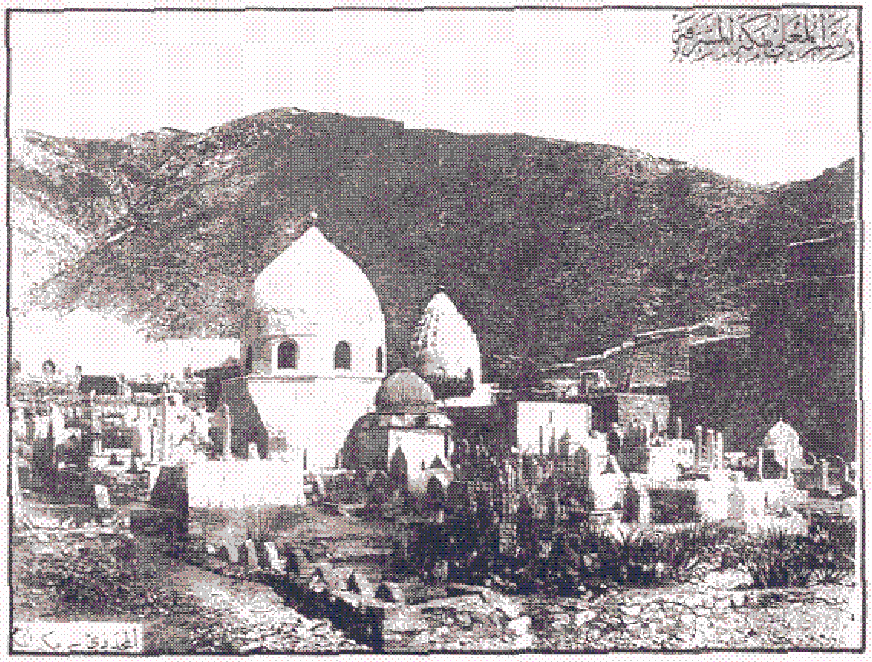

مکہ مکرمہ کے قبرستان نت المعلی کے انہدام سے پہلے کی یادگار تصویر

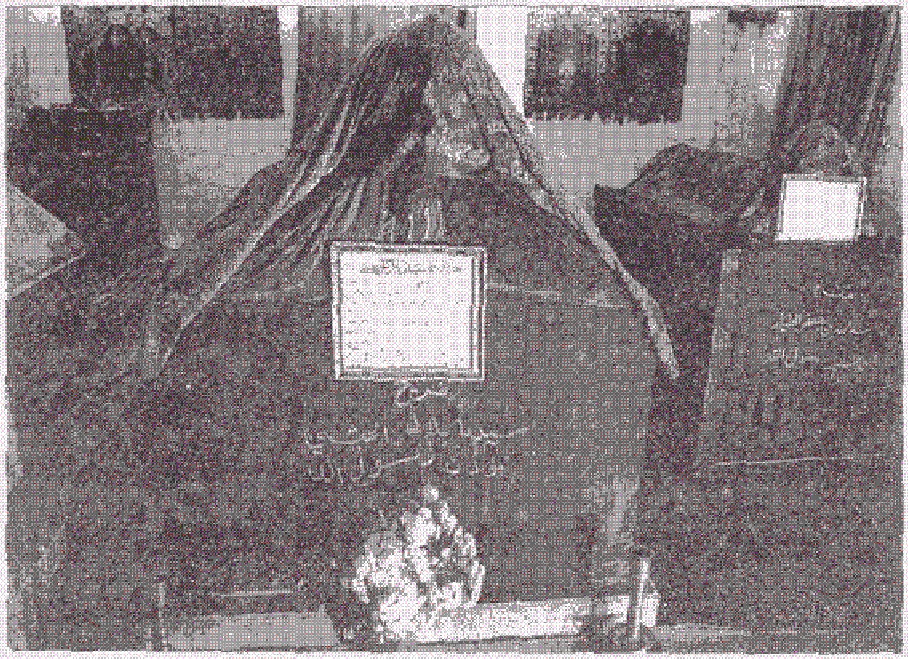

حضرت سیدنا بلال حبشیؓ حضرت سیدنا عبداللہ بن جعفر طیارؓ حضرت رقیہ کے مزارات اور حضرت علی کے مقامِ شہادت کی تصاویر

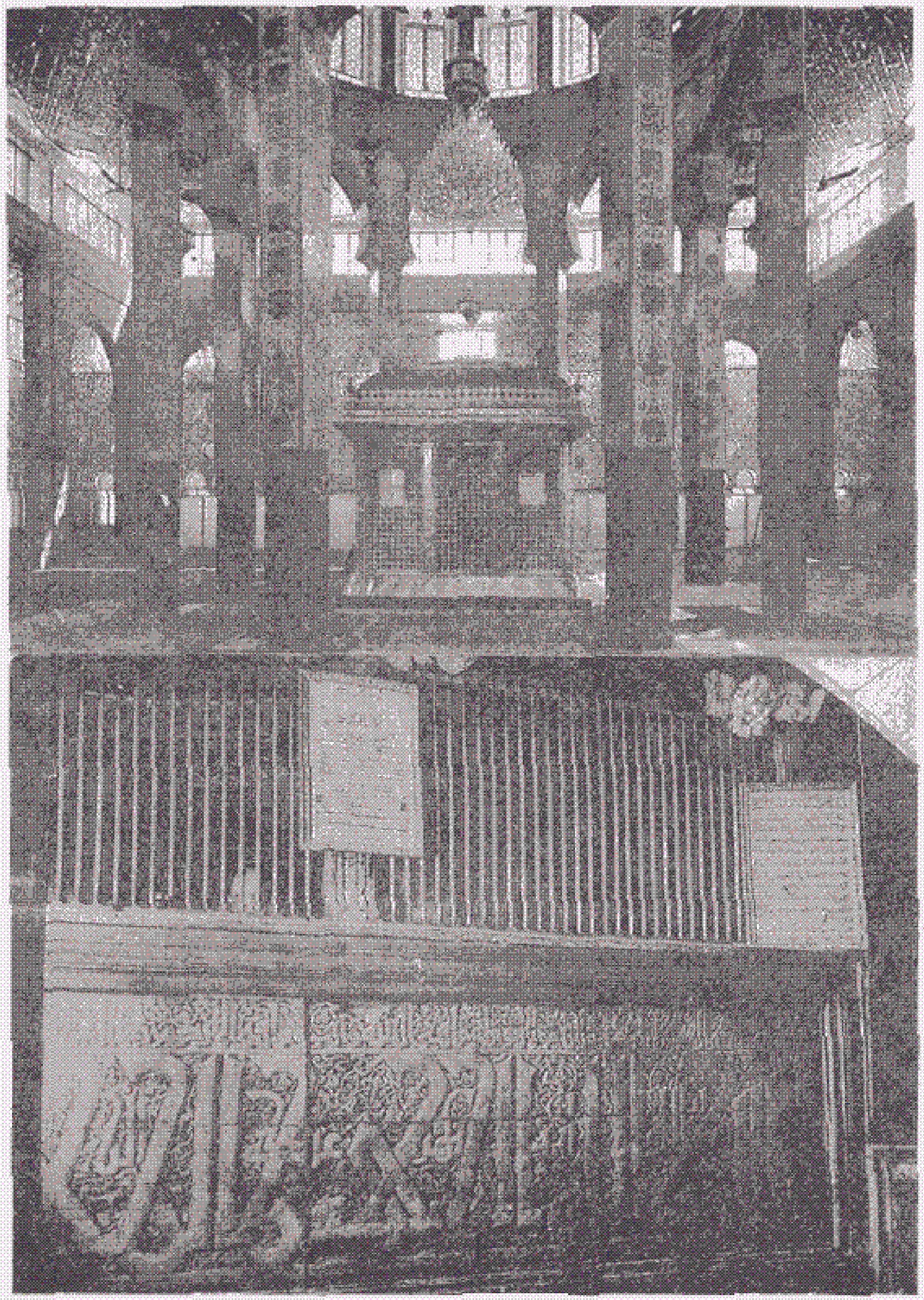

حضرت سیدہ زینب بنت علی اور حضرت سیدہ سکینہ بنت حسین کے مزارات کی تصویر

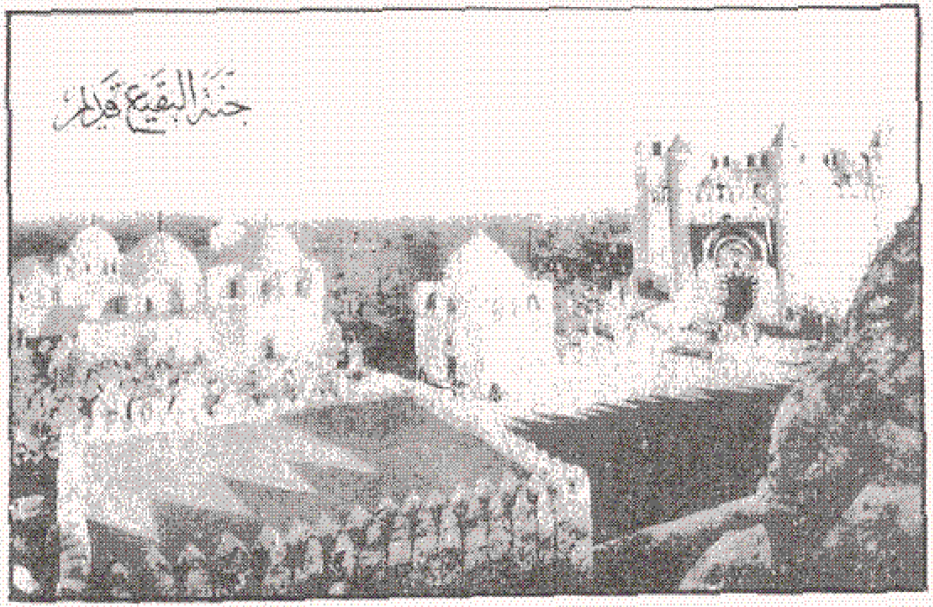

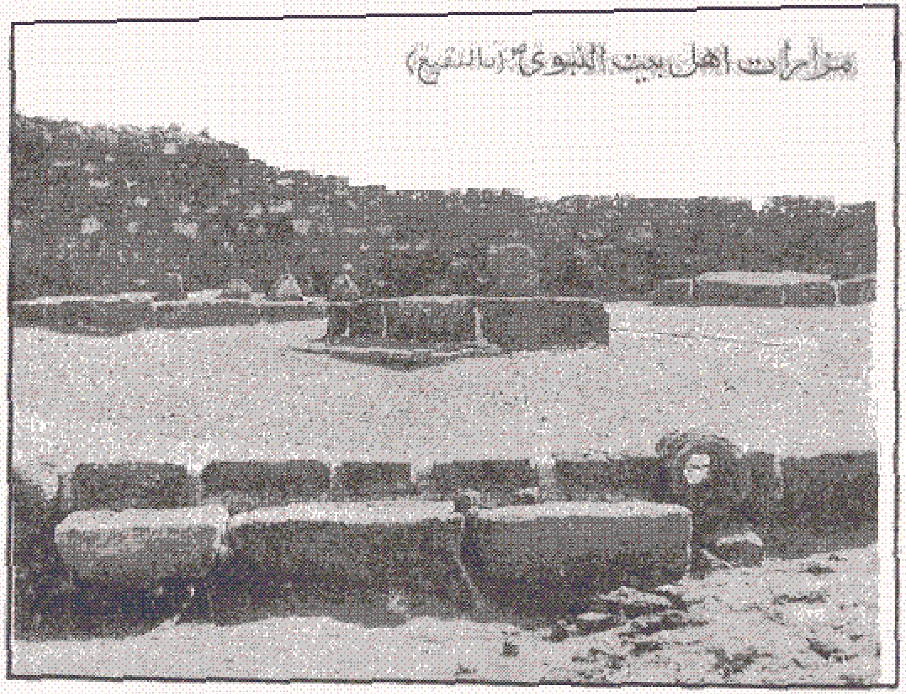

مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے انہدام سے پہلے اور بعد کا منظر